شہادۃ
ان لا الہ الا اللہ وان
محمدا عبدہ ورسولہ اقام
الصلوۃ وایتاء الزکاۃ و
صیام رمضان والحج

شرح
اصولِ ایمان

تالیف
فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ

ترجمہ
الشیخ غازی عزیر حفظہ اللہ

Www.IslamicBooks.Website

دار السلام
DARUSSALAM

شرح اصولِ ایمان

تالیف

فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ

ترجمہ

الشیخ غازی عزیر حفظہ اللہ

DARUSSALAM

دارالسلام

پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز

الریاض ۔ ہیوسٹن ۔ لاہور

Www.IslamicBooks.Website

جملہ حقوقِ اشاعت برائے دارالسلام محفوظ ہیں

دارالسلام
پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز
الریاض ہیوسٹن لاہور

ہیڈ آفس : پوسٹ بکس:22743 الریاض:11416 سعودی عرب فون : 4033962-4043432 00966 1
فیکس:4021659 ای میل: Darussalam @ Naseej. Com.Sa

پاکستان : ① 50 لوئر مال نزد ایم ۔ اے ۔ او کالج لاہور فون:7232400 - 7240024 092 42
فیکس:7354072 ای میل:Darussalampk@mail.com

② رحمان مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور فون:7120054 فیکس:7320703

امریکہ : پوسٹ بکس:79194، ہیوسٹن، ٹیکساس:77279، فون: 001 713 9359206
فیکس:7220431 ای میل: Darsalam @ Dar - us - Salam. Com.

تعداد : 1100 طبع اوّل : جنوری 2001

مطبع : احمد پرنٹنگ پریس، 50 لوئر مال۔ لاہور فون 7240024

Www.IslamicBooks.Website

فہرست مضامین

عرض مترجم 7

علم توحید کا تعارف 9

توحید کا مقام و مرتبہ 10

دین اسلام کا تعارف 11

دین اسلام پر ایمان 13

ارکان اسلام 18

شہادت کے ثمرات 20

اقامت نماز 20

نمار کے ثمرات 20

زکوٰۃ کی ادائیگی 20

زکوۃ کی ادائیگی کے ثمرات 20

رمضان کے روزے رکھنا 20

Www.IslamicBooks.Website

روزوں کے ثمرات 21

بیت اللہ کا حج 21

بیت اللہ کے حج کے ثمرات 21

اسلامی عقیدے کی اساس 23

اللہ تعالیٰ پر ایمان 25

وجود باری تعالیٰ پر ایمان 25

وجود باری تعالیٰ پر فطری دلائل 25

وجود باری تعالیٰ پر عقلی دلائل 26

وجود باری تعالیٰ پر شرعی دلائل 28

وجود باری تعالیٰ پر حسی دلائل اور ان کی اقسام 29

اللہ تعالیٰ کی ربوبیت پر ایمان 33

اللہ تعالیٰ کی الوہیت پر ایمان 37

اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات پر ایمان 43

فرشتوں پر ایمان 48

فرشتوں پر ایمان لانا چار امور پر مشتمل ہے 49

فرشتوں پر ایمان لانے کے ثمرات 52

Www.IslamicBooks.Website

فرشتوں سے متعلق بعض شبہات اور ان کا ازالہ 52
کتابوں پر ایمان 56
کتابوں پر ایمان چار امور کو شامل ہے 56
کتابوں پر ایمان لانے کے چند ثمرات 57
رسولوں پر ایمان 59
رسولوں پر ایمان چار امور کو شامل ہے 64
رسولوں پر ایمان کے ثمرات 67
منکرین رسالت کا نظریہ اور اس کا رد 68
یوم آخرت پر ایمان 70
آخرت کے دن پر ایمان تین امور پر مشتمل ہے 70
فتنہ قبر 78
قبر کا عذاب اور اس کی نعمتیں 79
یوم آخرت پر ایمان کے ثمرات 82
دوبارہ اٹھائے جانے کے منکروں کا نظریہ اور اس کا رد 83
شرعی نصوص سے منکرین بعث کا رد 83
حسی دلیل سے منکرین بعث کا رد 83

Www.IslamicBooks.Website

عقلی دلائل سے منکرین بعث کا رد 89
منکرین برزخ کا عقیدہ اور اس کا رد 91
شریعت کی رو سے اس کا رد 92
حسی اعتبار سے اس کا رد 92
عقلی اعتبار سے اس کا رد 93
تقدیر پر ایمان 98
تقدیر پر ایمان چار امور پر مشتمل ہے 98
تقدیر پر ایمان کے ثمرات 109
تقدیر کے متعلق دو گمراہ گروہ ہیں 111
جبریہ کا رد' شریعت اور امر واقع کی روشنی میں 112
قدریہ کا رد شریعت اور عقل کی روشنی میں 113
قدریہ کی تردید عقل کی روشنی میں 115
اسلامی عقیدہ کی اہداف و مقاصد 116

Www.IslamicBooks.Website

عرض مترجم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰي مَنْ لاَّ نَبِيَّ بَعْدَهُ وَعَلٰي اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ، أَمَّا بَعْدُ:

زیر نظر رسالہ سعودی عرب کے ایک معروف اور ممتاز عالم دین فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح عثیمین' حفظہ اللہ کی تالیف ہے۔ اگرچہ رسالہ بے حد مختصر ہے' لیکن مؤلف حفظہ اللہ نے مضامین کو نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ جمع کیا ہے اور جملہ اسلامی عقائد کے ضمن میں قیمتی فوائد اور ثمرات جلیلہ کو بھی شامل فرماکر رسالہ کی افادیت کو دوبالا کر دیا ہے۔ راقم کے خیال میں دینی علم کا تشنہ ہر مسلمان ان فوائد و ثمرات کو جاننے کا محتاج ہے۔

"عقیدہ" کے موضوع پر اس سے پہلے اردو زبان میں بہت ساری مفصل اور مختصر کتابیں سامنے آچکی ہیں' اور وہ اس موضوع کی ضرورت کو کافی حد تک پورا بھی کرتی ہیں' لیکن رفقاء میں سے اللجنتہ الثقافیتہ بالجبیل سے وابستہ مکرمی خالد البکر اور (مہندس) ماجد الرسی حفظہما اللہ کی خواہش تھی کہ راقم اسی سلسلہ کی ایک اور کڑی (یعنی "شرح اصول الایمان (نبذة فی العقیدة)" کو

Www.IslamicBooks.Website

اردو زبان میں ڈھال کر اُردو دان طبقہ تک پیغام حق پہنچانے میں ان کی مدد کرے۔

دوران ترجمہ خیال تھا کہ عقیدہ سے متعلق بعض ضروری چیزیں، جو غالباً اختصار کے پیش نظر شامل رسالہ نہیں کی جا سکیں، بعد میں انہیں بھی حواشی کے تحت درج کر دوں گا، لیکن پھر مؤلف کے علمی رتبہ اور بوقت تالیف ان کے پیش نظر مقاصد کی رعایت کرتے ہوئے صرف رسالہ کی ترجمانی کو ہی کافی سمجھا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس مختصر رسالہ کو عام مسلمانوں کے لئے نفع بخش اور مولف و مترجم کے لئے، خیروبرکت، نیز نجات کا ذریعہ بنائے۔ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ (آمین)

غازی عزیر

۲۰ ذوالحجۃ ۱۴۱۵ء (بمطابق ۲۰ مئی ۱۹۹۵ء)

مرکز الابحاث والتطویر والتدریب
(المملکۃ العربیہ السعودیۃ)

Www.IslamicBooks.Website

علم توحید کا تعارف

إِنَّ الْحَمْدَ لله نَحْمُدُهُ وَنَسْتَعِيْنُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَتُوْبُ إِلَيْهِ وَنَعُوْذُ باللهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلاَ هَادِيَ لَه، وَأَشْهَدُ أَنْ لاَّ إِلٰهَ إِلاَّ اللهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيْكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى اٰلِهِ وَأَصْحَابِهِ، وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِإِحْسَانٍ، وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا، أَمَّا بَعْدُ:

"علم توحید" یقیناً تمام علوم میں انتہائی عالی مرتبت' انتہائی جلیل القدر اور حد درجہ مرغوب و مطلوب علم ہے' کیونکہ اس سے اللہ تعالیٰ' اس کے اسماء و صفات اور بندوں پر اس کے حقوق کی پہچان ہوتی ہے اور اس لئے بھی کہ "علم توحید" ہی اللہ تعالیٰ تک پہنچنے والے راستہ کی چابی اور اس کی تمام شریعتوں کی بنیاد ہے' چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ تمام رسولوں نے بنیادی طور پر اسی چیز کی

Www.IslamicBooks.Website

دعوت دی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَمَآ أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِىٓ إِلَيْهِ أَنَّهُۥ لَآ إِلَٰهَ إِلَّآ أَنَا۠ فَٱعْبُدُونِ ﴿٢٥﴾ ﴾ (الأنبياء٢١/ ٢٥)

"اور ہم نے آپ سے پہلے ایسا کوئی رسول نہیں بھیجا' جس کے پاس ہم نے یہ وحی نہ بھیجی ہو کہ میرے سوا کوئی الہ (معبود) نہیں' پس میری ہی عبادت کیا کرو۔"

اللہ تعالیٰ نے خود اپنی یکتائی پر گواہی دی ہے' اللہ تعالیٰ کے فرشتوں اور اہل علم حضرات نے بھی اس امر کی گواہی دی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ شَهِدَ ٱللَّهُ أَنَّهُۥ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ وَٱلْمَلَٰٓئِكَةُ وَأُو۟لُوا۟ ٱلْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِٱلْقِسْطِ ۚ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ٱلْعَزِيزُ ٱلْحَكِيمُ ﴿١٨﴾ ﴾ (آل عمران٣/ ١٨)

"اللہ تعالیٰ' فرشتے اور اہل علم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ عدل کے ساتھ دنیا کو قائم رکھنے والا ہے' اس غالب اور حکمت والے کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔"

توحید کا مقام و مرتبہ

توحید کے اس بلند وبالا مقام و مرتبے کی وجہ سے ہر مسلمان پر اس کا سیکھنا' دوسروں کو سکھانا اس میں تدبر کرنا' اور اس کا معتقد ہونا لازم اور ضروری ہے' تاکہ وہ اپنے دین کو اطمینان'

Www.IslamicBooks.Website

تسلیم و رضا اور صحیح بنیاد پر استوار کر سکے اور تا کہ وہ اس کے ثمرات و نتائج سے بہرہ ور ہو سکے۔

دین اسلام دین اسلام وہ دین ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور اس کے ساتھ سابقہ ادیان کا خاتمہ کیا اور اسے اپنے بندوں کے لئے مکمل ترین دین بنایا اور اس کے ذریعہ ان پر اپنی نعمت کو مکمل فرمایا اور ان کے لئے اسے بطور دین پسند کیا۔ للہذا اس کے نزدیک اس کے سوا کوئی اور دین ہرگز مقبول نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَآ أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ ٱللَّهِ وَخَاتَمَ ٱلنَّبِيِّـۧنَ ﴾ (الأحزاب ٣٣/ ٤٠)

"تمہارے مردوں میں سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کسی کے باپ نہیں ہیں، مگر وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبین ہیں۔"

ایک اور ارشاد یوں ہوا ہے:

﴿ ٱلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ ٱلْإِسْلَٰمَ دِينًا ﴾ (المائدہ٥/ ٣)

"آج کے دن میں نے تمہارے دین کو تمہارے لیے مکمل کر دیا ہے' اور اپنی نعمت بھی تم پر پوری کر دی ہے اور تمہارے لیے "اسلام" کو بطور دین پسند کر لیا ہے۔"

اور فرمایا:

Www.IslamicBooks.Website

﴿ إِنَّ ٱلدِّينَ عِندَ ٱللَّهِ ٱلْإِسْلَٰمُ ﴾ (آل عمران ۳/ ۱۹)

"بے شک اللہ کے ہاں (پسندیدہ) دین صرف اسلام ہے۔"

مزید ارشاد ہوتا ہے:

﴿ وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ ٱلْإِسْلَٰمِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِى ٱلْءَاخِرَةِ مِنَ ٱلْخَٰسِرِينَ ﴿٨٥﴾ ﴾ (آل عمران ۳/ ۸۵)

"اور جو شخص اسلام کے علاوہ کوئی اور دین چاہے گا تو وہ اس سے قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں خسارہ و (گھاٹا) اٹھانے والوں میں سے ہو گا۔"

اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں پر اپنے اسی دین کو اختیار کرنا فرض قرار دیا ہے' چنانچہ رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد الٰہی ہوتا ہے:

﴿ قُلْ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ إِنِّى رَسُولُ ٱللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا ٱلَّذِى لَهُۥ مُلْكُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ۖ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْىِۦ وَيُمِيتُ ۖ فَـَٔامِنُوا۟ بِٱللَّهِ وَرَسُولِهِ ٱلنَّبِىِّ ٱلْأُمِّىِّ ٱلَّذِى يُؤْمِنُ بِٱللَّهِ وَكَلِمَٰتِهِۦ وَٱتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿١٥٨﴾ ﴾

(الأعراف ۷/ ۱۵۸)

"آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں جو تمام آسمانوں اور زمین کا مالک اور بادشاہ ہے' اس کے سوا کوئی معبود نہیں' وہی زندگی بخشتا ہے اور وہی موت دیتا ہے' پس اللہ اور

Www.IslamicBooks.Website

اس کے بھیجے ہوئے نبی امی (ان پڑھ) پر ایمان لاؤ جو اللہ ' اور اس کے تمام کلام پر ایمان رکھتے ہیں اور اس (نبی) کی اتباع کرو تا کہ تم ہدایت پا سکو۔"

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے' اس امت میں سے جس کسی نے خواہ یہودی ہو یا عیسائی میری بابت سنا پھر وہ اس دین پر ایمان لائے بغیر مر گیا جس کے ساتھ مجھے بھیجا گیا ہے تو وہ یقیناً اہل جہنم میں سے ہے۔" (صحیح مسلم' کتاب الایمان' باب وجوب الایمان برسالة نبینا محمد صلی اللہ علیہ و سلم--- ح:۱۵۳)

دین اسلام پر ایمان

دین اسلام پر ایمان کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کچھ بطور دین نازل ہوا ہے نہ صرف اس کی تصدیق کرنا بلکہ (دل سے) اسے قبول کرنا اور اس کی پیروی کرنا۔

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو دین لے کر آئے تھے اس کی تصدیق' اور اس بات کی گواہی کہ یہ دین تمام دینوں سے بہتر ہے ابو طالب' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والوں میں سے نہ ہو سکا۔

دین اسلام ان تمام مصلحتوں کا ضامن ہے جن کی ضمانت سابقہ ادیان میں موجود تھی۔ اس دین کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ یہ ہر زمانہ' ہر جگہ اور ہر امت کے لئے درست اور قابل عمل ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے:

Www.IslamicBooks.Website

﴿وَأَنزَلْنَآ إِلَيْكَ ٱلْكِتَـٰبَ بِٱلْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ ٱلْكِتَـٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ﴾ (المائدہ۵/ ۴۸)

"اور ہم نے آپ ﷺ کی طرف ایک ایسی کتاب نازل کی ہے جو خود بھی سچائی کے ساتھ موصوف ہے' اور اس سے پہلے جو (آسمانی) کتابیں ہیں ان کی بھی تصدیق کرتی ہے' اور ان کی محافظ ہے۔"

دین اسلام کے ہر دور' ہر جگہ اور ہر امت کے لئے درست ہونے سے مراد یہ ہے کہ اس دین کے ساتھ مضبوط تعلق کسی بھی زمانہ' مقام اور قوم کی مصلحتوں کے منافی نہیں ہو سکتا بلکہ یہ تو ان کے عین مطابق ہے۔ اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ یہ دین ہر دور' ہر جگہ اور ہر قوم کا تابع اور فرمانبردار ہے' جیسا کہ بعض کج فہم لوگ سمجھتے ہیں۔

دین اسلام ایک سچا اور برحق دین ہے' جو اس کے دامن کو کماحقہ تھام لے کو اللہ تعالیٰ نے اس کی مدد اور غالب کرنے کی ضمانت دی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿هُوَ ٱلَّذِىٓ أَرْسَلَ رَسُولَهُۥ بِٱلْهُدَىٰ وَدِينِ ٱلْحَقِّ لِيُظْهِرَهُۥ عَلَى ٱلدِّينِ كُلِّهِۦ وَلَوْ كَرِهَ ٱلْمُشْرِكُونَ ۝٩﴾ (الصف۶۱/ ۹)

"اللہ وہی ذات ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا ہے تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کر دے خواہ مشرکین کو یہ کتنا ہی ناگوار ہو۔"

Www.IslamicBooks.Website

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَعَدَ ٱللَّهُ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ مِنكُمْ وَعَمِلُوا۟ ٱلصَّـٰلِحَـٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى ٱلْأَرْضِ كَمَا ٱسْتَخْلَفَ ٱلَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ ٱلَّذِى ٱرْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّنۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا ۚ يَعْبُدُونَنِى لَا يُشْرِكُونَ بِى شَيْـًٔا ۚ وَمَن كَفَرَ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَأُو۟لَـٰٓئِكَ هُمُ ٱلْفَـٰسِقُونَ ﴿٥٥﴾ ﴾ (النور ٢٤/ ٥٥)

"تم میں سے' ان لوگوں سے جو لوگ ایمان لائے ہیں اور نیک اعمال کیے ہیں اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرما چکا ہے کہ ان کو زمین میں خلافت عطا فرمائے گا جس طرح ان سے پہلے (اہل ہدایت) لوگوں کو خلافت عطا کی تھی' اور جس دین کو (اللہ تعالیٰ نے) ان کے لئے پسند فرمایا ہے اس کو ان کے لئے قوت بخشے گا' اور ان کے خوف و خطر کو امن و امان میں بدل دے گا پس وہ میری عبادت کریں' اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں اور اس کے بعد بھی جو کفر کریں وہ یقیناً فاسق ہیں۔"

دین اسلام عقیدہ اور شرائع کے اعتبار سے ایک مکمل دین ہے جو کہ مندرجہ ذیل احکامات پر مبنی ہے:

① اللہ تعالیٰ کی توحید کا حکم دیتا ہے' اور شرک سے منع کرتا ہے۔

② صدق اور راست بازی کا حکم دیتا ہے اور کذب بیانی سے منع کرتا ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

﴿۳﴾ عدل [۱] کا حکم دیتا ہے اور ظلم و جور سے منع کرتا ہے۔

﴿۴﴾ امانت کا حکم دیتا ہے' اور خیانت سے روکتا ہے۔

﴿۵﴾ ایفائے عہد (یعنی وعدہ پورا کرنے) کا حکم دیتا ہے اور خواہ مخواہ کے عذر اور حیلوں سے منع کرتا ہے۔

﴿۶﴾ والدین کے ساتھ احسان اور بھلائی کا حکم دیتا ہے' اور ان کی نافرمانی سے منع کرتا ہے۔

﴿۷﴾ عزیزوں اور رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کا حکم دیتا ہے' اور قطع رحمی سے روکتا ہے۔

﴿۸﴾ پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیتا ہے اور بدخوئی و بدخواہی سے منع کرتا ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ "اسلام" جملہ تمام اخلاق حسنہ اپنانے کا حکم دیتا ہے اور تمام برے اخلاق سے روکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿۱﴾ عدل کا معنی متماثل (یعنی ایک جیسی) اشیاء کے درمیان برابری اور غیر متماثل (یعنی مختلف) اشیاء کے درمیان فرق کرنا ہے۔ لہٰذا عدل سے مراد محض برابری نہیں جیسا کہ بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ دین اسلام صرف دین مساوات (یعنی برابری کا مذہب ہے) کیونکہ مختلف اشیاء کے درمیان برابری صریحاً ظلم ہے جس کی اسلام میں قطعاً گنجائش نہیں اور نہ ہی اس کا قائل لائق حمد و ستائش ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

﴿ إِنَّ ٱللَّهَ يَأْمُرُ بِٱلْعَدْلِ وَٱلْإِحْسَـٰنِ وَإِيتَآئِ ذِى ٱلْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ ٱلْفَحْشَآءِ وَٱلْمُنكَرِ وَٱلْبَغْىِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿٩٠﴾ ﴾ (النحل ١٦/ ٩٠)

"بے شک اللہ تعالیٰ تم کو عدل و احسان کرنے اور قرابت داروں کو (خرچ سے مدد) دینے کا حکم دیتا ہے اور فحش باتوں' بری عادات' نیز سرکشی سے منع فرماتا ہے۔ (اللہ تعالیٰ) تم کو اس لئے نصیحت کرتا ہے کہ تم نصیحت حاصل کرو۔"

Www.IslamicBooks.Website

ارکان اسلام

ارکان اسلام سے مراد وہ پانچ بنیادیں ہیں جن پر اسلام کی عمارت قائم ہے' ان کا تذکرہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں موجود ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«بُنِيَ الإِسْلاَمُ عَلَى خَمْسَةٍ: عَلَى أَنْ يُوَحَّدَ اللهُ (وفي رواية "عَلَى خَمْسٍ"): شَهَادَةِ أَنْ لاَّ اِلَـهَ إِلاَّ اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، وَإِقَامِ الصَّلاَةِ وَإِيْتَاءِ الزَّكَاةِ وَصِيَامِ رَمَضَانَ وَالْحَجِّ»(صحيح بخاري، كتاب الايمان، باب دعاؤكم ايمانكم، لقوله تعالى ....، ح:٨، وصحيح مسلم، كتاب الايمان، بيان الايمان الذي يدخل ...، ح:١٦ واللفظ له)

"اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔ یعنی "گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی الہ (معبود) نہیں' اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں' نماز قائم کرنا' زکوۃ ادا کرنا' ماہ رمضان کے روزے رکھنا اور (بیت اللہ کا) حج کرنا۔"

Www.IslamicBooks.Website

"ایک شخص نے "حج" کو مقدم اور "رمضان کے روزوں" کو موخر کرتے ہوئے یوں روایت کی۔ "والْحَجُّ وَصِیَامُ رَمَضَانَ" تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"یوں نہیں بلکہ "صِیَامُ رَمَضَانَ وَالْحَجُّ" ہے اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی ترتیب کے ساتھ فرماتے ہوئے سنا ہے۔"

① اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی گواہی دینا:

پختہ اعتقاد کے ساتھ گواہی دینا کہ "اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے' اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں۔" لیکن گواہی دینے والے کے اعتقاد میں شہادت کے وقت اس قدر پختگی اور یقین محکم ہونا چاہئے کہ گویا اس نے اس کا مشاہدہ کیا ہے۔ یہ شہادت دیگر کئی امور سے مل کر اسلام کا ایک رکن بنتی ہے جن کی شہادت دینا ضروری ہے۔

چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں' اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہونے کی گواہی دینا اللہ تعالیٰ کے ایک معبود حقیقی ہونے کی گواہی کو شامل اور اس کی تکمیل کا باعث ہے۔

اور چونکہ یہ دونوں شہادتیں اعمال کی صحت اور ان کی قبولیت کی بنیاد ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے لئے اخلاص اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے بغیر کوئی عمل درست و مقبول نہیں ہو سکتا' لہٰذا معلوم ہوا کہ "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه" کی گواہی صرف اللہ تعالیٰ کے لئے خالص اور "اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ" (کہ

Www.IslamicBooks.Website

محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں) کی گواہی رسول کریم ﷺ کی پیروی سے ہی سچ ثابت ہو گی۔

اس بلند و بالا شہادت کے ثمرات: خود کو مخلوق (غیر اللہ) کی غلامی سے آزادی دلانا اور انبیاء و رسل کی اتباع و فرمانبرداری' اس کے ثمرات میں شامل ہے۔

② اقامت نماز یہ اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے جو مقررہ اوقات میں' ثابت قدمی اور خاص کیفیات کے ساتھ ادا کی جاتی ہے۔

نماز کے ثمرات: شرح صدر' آنکھوں کی ٹھنڈک کا حصول' حیا سوز اور بری عادات سے بچاؤ' اس کے ثمرات میں شامل ہیں۔

③ زکوٰۃ کی ادائیگی یہ بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے جو مستحق زکوۃ اموال میں سے کسی مسلمان پر واجب مقدار کی ادائیگی سے پوری ہوتی ہے۔

زکوٰۃ کے ثمرات: بری عادات (مثلاً بخل وغیرہ) سے دلوں کی پاکیزگی اور اسلام اور مسلمانوں کی ضرورتوں کا پورا کرنا' اس کے ثمرات میں سے ہے۔

④ رمضان کے روزے رکھنا یہ بھی ایک عبادت الٰہی ہے جو ماہ رمضان کے دنوں میں کھانے پینے کی چیزوں سے اور اسی طرح نفسانی خواہشات سے اپنے آپکو روکے رکھنے سے پوری ہوتی ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

روزے کے ثمرات: اللہ عزوجل کی رضا کا مطیع ہونا' اس کے جملہ فوائد میں سے ہے۔

⑤ بیت اللہ کا حج

یہ بھی اللہ تعالیٰ کی ایک عبادت ہے جو شعائر (یعنی احکام) حج کی ادائیگی کی غرض سے بیت اللہ الحرام کی زیارت سے پوری ہوتی ہے۔

حج کے ثمرات: اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری کے لئے جہاں تک ہو سکے مالی اور جسمانی جدوجہد پر اپنے دلوں کو مطیع بنانا' چنانچہ "حج" بھی جہاد فی سبیل اللہ ہی کی ایک قسم ہے۔

یاد رہے کہ اوپر ہم نے جن "ثمرات" کا ذکر کیا ہے' ان کا تعلق اسلام کی اساس (بنیاد) سے ہے' اور جو چیزیں ہم ذکر نہیں کر پائے ان میں سے بہت سی ایسی ہیں جو ایک امت کو پاک و صاف' اللہ تعالیٰ کے دین حق پر ثابت قدم اور مخلوق کے ساتھ عدل و سچائی کا معاملہ کرنے والی اسلامی امت بنا دیتی ہیں۔ کیونکہ ان کے علاوہ جو بھی شرائع اسلام ہیں ان کی درستی بھی انہیں بنیادوں پر منحصر ہے اور کسی امت کے حالات اس کے دینی امور کی درستی سے ہی ٹھیک ہوتے ہیں' پس جس امت کے دینی معاملات میں جس قدر بگاڑ موجود ہو گا' اسی قدر اس کے احوال میں کمی و بگاڑ پایا جائے گا۔

جو شخص اس بات کی وضاحت چاہتا ہو اسے چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کے اس

Www.IslamicBooks.Website

ارشاد کو پڑھ لے:

﴿ وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ ٱلْقُرَىٰٓ ءَامَنُوا۟ وَٱتَّقَوْا۟ لَفَتَحْنَا عَلَيْهِم بَرَكَٰتٍ مِّنَ ٱلسَّمَآءِ وَٱلْأَرْضِ وَلَٰكِن كَذَّبُوا۟ فَأَخَذْنَٰهُم بِمَا كَانُوا۟ يَكْسِبُونَ ﴿٩٦﴾ أَفَأَمِنَ أَهْلُ ٱلْقُرَىٰٓ أَن يَأْتِيَهُم بَأْسُنَا بَيَٰتًا وَهُمْ نَآئِمُونَ ﴿٩٧﴾ أَوَأَمِنَ أَهْلُ ٱلْقُرَىٰٓ أَن يَأْتِيَهُم بَأْسُنَا ضُحًى وَهُمْ يَلْعَبُونَ ﴿٩٨﴾ أَفَأَمِنُوا۟ مَكْرَ ٱللَّهِ ۚ فَلَا يَأْمَنُ مَكْرَ ٱللَّهِ إِلَّا ٱلْقَوْمُ ٱلْخَٰسِرُونَ ﴿٩٩﴾ ﴾ (الأعراف ۷/ ۹۶-۹۹)

"اور اگر بستیوں والے ایمان لاتے اور پرہیزگاری اختیار کرتے' تو ہم ان پر آسمان اور زمین سے برکتیں نچھاور کر دیتے لیکن انہوں نے جھٹلایا' پس ہم نے ان کو ان کے اعمال کے بدلے میں پکڑ لیا' کیا بستیوں والے اس بات سے بے خوف ہو گئے ہیں کہ ان پر ہمارا عذاب راتوں رات آ پہنچے' اور وہ (بے خبر) سو رہے ہوں' اور کیا بستیوں والے اس بات سے بے خوف ہیں کہ ان پر دن چڑھے ہمارا عذاب آ پہنچے' اس حال میں وہ کھیلتے ہوں۔ کیا اللہ کے داؤ سے بے خوف ہو گئے ہیں۔ سنو اللہ کے داؤ سے گھاٹا پانے والی قوم کے علاوہ کوئی بے فکر نہیں ہوتا۔"

اگر تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو اس میں عقل و خرد کے لئے عبرت اور جن کے دلوں پر پردے نہیں پڑے ہوئے ہیں' ان کے لئے بصیرت کا بہت سا سامان موجود ہے۔ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ

Www.IslamicBooks.Website

اسلامی عقیدے کی اساس

"دین اسلام" جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے' ایک "عقیدہ اور شریعت" کا ہے اور گزشتہ صفحات میں ہم دین اسلام کے بعض شرائع (یعنی احکام) کی جانب اشارہ اور اس کے ان ارکان کا جو ان شرائع اور احکام کی بنیاد ہیں' تذکرہ کر چکے ہیں۔ اب ہم "اسلامی عقیدہ" کا ذکر کریں گے۔

"اسلامی عقیدہ" اللہ تعالیٰ' اس کے فرشتوں' اس کی کتابوں' اس کے رسولوں' آخرت کے دن اور اچھی و بری تقدیر پر ایمان جیسی بنیادوں پر قائم ہے۔

قرآن کریم اور رسول اللہ ﷺ کی سنت میں ان اسس پر دلائل موجود ہیں' چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿ لَّيْسَ ٱلْبِرَّ أَن تُوَلُّوا۟ وُجُوهَكُمْ قِبَلَ ٱلْمَشْرِقِ وَٱلْمَغْرِبِ وَلَٰكِنَّ ٱلْبِرَّ مَنْ ءَامَنَ بِٱللَّهِ وَٱلْيَوْمِ ٱلْـَٔاخِرِ وَٱلْمَلَٰٓئِكَةِ وَٱلْكِتَٰبِ وَٱلنَّبِيِّـۧنَ ﴾

(البقرۃ ۲/ ۱۷۷)

"نیکی یہ نہیں ہے کہ تم اپنا منہ مشرق یا مغرب کی طرف کرو' بلکہ نیکی تو یہ

Www.IslamicBooks.Website

ہے کہ جو ایمان لائے اللہ پر اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں پر اور سب کتابوں پر اور نبیوں پر۔"

اور تقدیر کے متعلق ارشاد ہوتا ہے:

﴿إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَٰهُ بِقَدَرٍ ﴿٤٩﴾ وَمَآ أَمْرُنَآ إِلَّا وَٰحِدَةٌ كَلَمْحٍۭ بِٱلْبَصَرِ ﴿٥٠﴾﴾ (القمر ٥٤/ ٤٩۔٥٠)

"ہم نے ہر چیز ایک (مقرر) اندازے کے مطابق پیدا کی ہے اور ہمارا حکم تو آنکھ جھپکنے کی طرح ایک بات ہوتی ہے۔"

احادیث میں موجود ہے کہ نبی ﷺ نے ایمان کے متعلق حضرت جبریل کے سوال کے جواب میں فرمایا:

«الإِيْمَانُ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللهِ وَمَلاَئِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ»(صحيح مسلم، كتاب الايمان، ح:٨)

"ایمان یہ ہے کہ تو اللہ پر' اس کے فرشتوں پر' اس کی کتابوں پر' اس کے رسولوں پر' آخرت کے دن پر اور اچھی و بری تقدیر پر ایمان لائے۔"

Www.IslamicBooks.Website

اللہ تعالیٰ پر ایمان

اللہ تعالیٰ پر ایمان چار امور کو شامل ہے۔

(اوّل) وجود باری تعالیٰ کے پر ایمان

اللہ تعالیٰ کے وجود پر عقل، فطرت، حس اور شریعت سبھی چیزیں دلالت کرتی ہیں۔

(الف) وجود باری تعالیٰ پر فطری دلائل

چونکہ ہر مخلوق کا اپنے خالق پر ایمان کی حالت پر پیدا ہونا ایک ایسا فطری اور پیدائشی وصف ہے جو غور و فکر اور علم کے بغیر اس کی جبلت میں داخل ہوتا ہے، لہٰذا وہ اس فطرت کے تقاضے سے ہرگز نہیں پھرتا الایہ کہ کوئی اس کے دل پر ایسے نقوش بٹھادے جو اسے اس فطرت سے پھیر دیں۔ جیسا کہ نبی ﷺ کے اس ارشاد سے واضح ہوتا ہے:

«مَا مِنْ مَوْلُوْدٍ إِلاَّ يُوْلَدُ عَلَى الفِطْرَةِ وَفَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ أَوْ يُمَجِّسَانِهِ»(صحيح بخاري، كتاب الجنائز، باب إذا اسلم الصبي فمات، هل يصلى عليه...، ح:١٣٥٨، ١٣٥٩)

Www.IslamicBooks.Website

"ہر بچہ فطرت پر ہی پیدا ہوتا ہے' پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی یا عیسائی یا مجوسی بنادیتے ہیں۔"

(ب) وجود باری تعالیٰ پر عقلی دلائل

تمام مخلوقات سے پہلے خالق اور موجد کا ہونا ازحد ضروری ہے کیونکہ کسی نفس یا کسی کا ازخود یا اتفاقی اور حادثاتی طور پر وجود میں آ جانا ناممکن ہے۔

کسی نفس کا ازخود وجود میں آ جانا اس لئے ناممکن ہے کہ کوئی چیز خود کو پیدا نہیں کر سکتی کیونکہ وہ اپنے وجود سے پہلے معدوم ہوتی ہے' پس جو چیز معدوم ہو وہ خالق کس طرح ہو سکتی ہے؟

اسی طرح کسی چیز کا اتفاقیہ یا حادثاتی طور پر وجود پا جانا بھی ناممکن ہے کیونکہ ہر حادث (یعنی نئی چیز) کے لئے کسی محدث (یعنی وجود بخشنے والے) کا ہونا لازمی ہے اور اس لئے بھی کہ اس حادث کا وجود ایک مستقل دلفریب نظام' مناسب و موافق ترتیب' اسباب و مسببات اور کائنات کی بعض چیزوں کے درمیان مضبوط باہمی تعلق وارتباط پر منحصر ہونا قطعی طور پر اس بات کی نفی کرتا ہے کہ اس کا وجود ایک حادثہ یا اتفاق ہے۔ اگر موجودات اپنے وجود کی اصل میں کسی نظام کی پابند نہیں بلکہ محض اتفاق کا نتیجہ ہوتیں تو اب تک ان کی بقاء اور ارتقاء (بتدریج نشوونما) کیوں کر باقاعدہ اور منتظم ہوتی؟

جب ان مخلوقات کا ازخود یا محض اتفاق اور حادثاتی طور پر پیدا ہو جانا ناممکن

Www.IslamicBooks.Website

ہے تو یہ چیز ثابت ہو گئی کہ ان سب چیزوں کا کوئی موجد ضرور ہے' اور وہ اللہ ہے جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس عقلی اور قطعی دلیل کا تذکرہ "سورۃ الطور" میں یوں فرمایا ہے:

﴿ أَمْ خُلِقُوا۟ مِنْ غَيْرِ شَىْءٍ أَمْ هُمُ ٱلْخَـٰلِقُونَ ﴿٣٥﴾ ﴾ (الطور ۵۲/ ۳۵)

"کیا یہ لوگ بغیر کسی خالق کے (خود بخود) پیدا ہو گئے ہیں' یا یہ خود اپنے خالق ہیں؟"

یعنی وہ بغیر خالق کے پیدا نہیں ہوئے' اور نہ ہی انہوں نے اپنے آپ کو پیدا کیا ہے' تو یہ ثابت ہوا کہ ضرور ان کا کوئی خالق ہے' اور وہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو "سورۃ الطور" کی ان آیات کی تلاوت کرتے ہوئے سنا:

﴿ أَمْ خُلِقُوا۟ مِنْ غَيْرِ شَىْءٍ أَمْ هُمُ ٱلْخَـٰلِقُونَ ﴿٣٥﴾ أَمْ خَلَقُوا۟ ٱلسَّمَـٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضَ ۚ بَل لَّا يُوقِنُونَ ﴿٣٦﴾ أَمْ عِندَهُمْ خَزَآئِنُ رَبِّكَ أَمْ هُمُ ٱلْمُصَۣيْطِرُونَ ﴿٣٧﴾ ﴾ (الطور ۵۲/ ۳۵-۳۷)

"کیا یہ لوگ بغیر کسی خالق کے (خود بخود) پیدا ہو گئے ہیں' یا یہ خود (اپنے) خالق ہیں' یا انہوں نے زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے؟ (نہیں) بلکہ یہ لوگ (بوجہ جہل) یقین نہیں رکھتے۔ کیا ان لوگوں کے پاس تمہارے رب کے خزانے ہیں؟ یا ان پر انہیں کا حکم چلتا ہے؟"

Www.IslamicBooks.Website

اس کے باوجود کہ وہ اس وقت مشرک تھے کہا کہ:

"میرا دل شکستہ' بدحال اور اڑا اڑا سا ہو گیا' اور یہ پہلی بار ہوا کہ جب ایمان نے میرے دل میں گھر کر لیا تھا۔" (کتاب المغازی' باب رقم ۱۲' ح: ۴۰۲۳' ۴۸۵۴)

مزید وضاحت کے لئے ہم یہاں ایک مثال پیش کرتے ہیں:

اگر کوئی شخص آپ کو کسی ایسے مضبوط اور بلند و بالا محل کے متعلق بتائے جس میں چاروں طرف باغات ہوں' اور ان کے درمیان نہریں بہہ رہی ہوں' تخت پوشوں اور نرم و نازک بچھونوں سے پر' اور تزئین و آرائش کے ہر قسم کے سامان سے آراستہ پیراستہ ہو' کے متعلق یہ بتائے کہ یہ محل اور جو کچھ اس میں موجود ہے بغیر کسی موجد کے خود بخود وجود میں آگیا ہے تو آپ نہ صرف بڑے یقین کے ساتھ اس کا انکار کریں گے' اور اسے جھٹلا دیں گے بلکہ اس کے بیان کو کسی بے عقل کا قول قرار دیں گے۔

کیا اس مثال کے بعد بھی اس بات کا کوئی جواز باقی رہ جاتا ہے کہ یہ وسیع کائنات اور اس میں موجود زمین و آسمان' فلک و ستارے' ان کے روشن اور بے مثال گردشوں کے سلسلے اور روح پرور نظام وغیرہ بغیر کسی موجد کے ازخود یا محض اتفاق یا حادثہ کی بناء پر وجود میں آگئے ہوں؟

(ج) وجود باری تعالیٰ پر شرعی دلائل

بلاشبہ تمام آسمانی کتابیں اللہ تعالیٰ کے وجود پر شاہد ہیں اور مخلوق کی

Www.IslamicBooks.Website

مصلحتوں کے ضمن میں جو احکام ان کتب سماویہ میں وارد ہیں' وہ تمام اس بات کی دلیل ہیں کہ بلاشبہ یہ کتب ایک نہایت دانا (حکیم) اور اپنی مخلوق کی مصلحتوں کو خوب جاننے والے رب (پروردگار) کی طرف سے ہیں' اور ان آسمانی کتابوں میں وارد جن تکوینی باتوں کی امر واقع نے تصدیق کی ہے وہ بھی اس بات کی دلیل ہیں کہ بلاشبہ یہ تمام چیزیں ایک ایسے رب کی طرف سے ہیں جو ان تمام چیزوں کے ایجاد پر پوری قدرت رکھتا ہے جن کے بارے میں اس نے خبر دی ہے۔

(د) وجود باری تعالیٰ پر حسی دلائل

حسی دلائل دو قسم کے ہیں:

اول: ہم دعا کرنے والوں کی دعاؤں کو پورا ہوتے ہوئے دیکھتے اور سنتے ہیں' اسی طرح انتہائی دکھ اور تکالیف میں مبتلا لوگوں کی داد و فریاد رسی بھی ہم سے پوشیدہ نہیں ہے۔ یہ چیزیں اللہ تعالیٰ کے وجود پر قطعی طور پر دلالت کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَنُوحًا إِذْ نَادَىٰ مِن قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهُۥ ﴾ (الأنبياء٢١/ ٧٦)

"اور نوح علیہ السلام (کا قصہ بھی یاد کرو) جبکہ ان سب سے پہلے انہوں نے ہم کو پکارا تو ہم نے اس کی دعا قبول فرمائی۔"

ایک اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے:

﴿ إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ ﴾ (الأنفال٨/ ٩)

Www.IslamicBooks.Website

"اس وقت کو یاد کرو جب تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے تمہاری (فریاد) سن لی۔"

صحیح بخاری میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا:

"جمعہ کے دن ایک اعرابی اس وقت (مسجد نبوی میں) داخل ہوا جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے' اس نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! (بارش نہ ہونے کی وجہ سے) تمام مال و متاع تباہ ہو گیا ہے اور اہل و عیال بھوکے ہیں' اللہ تعالیٰ سے ہمارے لئے (بارش کی) دعاء فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اٹھائے اور دعا فرمائی' پس چاروں طرف سے پہاڑوں کی مانند بادل اُمڈ آئے' آپ منبر سے نیچے بھی نہ اتر پائے تھے کہ میں نے بارش کی بوندیں آپ کی داڑھی مبارک پر پڑتی دیکھیں۔ دوسرے جمعہ میں وہی یا کوئی دوسرا اعرابی کھڑا ہوا اور عرض کی اے اللہ کے رسول (بارش کی کثرت سے) ہمارے گھر منہدم ہو گئے ہیں اور مال و متاع (پانی میں) غرق ہو گیا ہے' لہٰذا آپ اللہ تعالیٰ سے ہمارے لئے (بارش تھمنے کی) کی دعاء فرمائیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک اٹھائے اور یہ دعاء فرمائی: اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا (یعنی اے اللہ ہمارے اردگرد نازل فرما' ہم پر نہ برسا) پھر آپ نے جوں ہی ادھر ادھر اطراف میں اشارہ فرمایا' بادلوں کے جھنڈ میں شگاف پڑ گیا اور وہ فوراً چھٹ گئے۔ (صحیح بخاری' کتاب الجمعة' باب الاستسقاء فی الخطبة یوم الجمعة' ح: ۹۳۳' ۱۰۱۳' ۱۰۱۹)

Www.IslamicBooks.Website

دعاؤں کی مقبولیت کا سلسلہ امر مشاہد ہے کبھی بند نہیں ہوا' بلکہ جو لوگ صدق اور شرائط قبولیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے التجا کرتے ہیں ان کے لئے دعاؤں کی قبولیت کا یہ سلسلہ آج بھی اسی طرح قائم ہے۔

دوم: بہت سے لوگوں نے انبیاء علیہم السلام کی نشانیوں (جنہیں معجزات کہا جاتا ہے) کا خود مشاہدہ کیا' ہے یا (معتبر ذرائع سے) ان کے بارے میں سنا ہے۔ یہ معجزات ان رسولوں کے بھیجنے والے اللہ تعالیٰ کی ذات کے وجود پر دلیل قطعی کی حیثیت رکھتے ہیں نیز یہ حقائق انسانی قوت فہم سے بالاتر ہیں' اور اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے رسولوں کی تائید و نصرت کے لئے جاری فرمایا تھا۔

پہلی مثال: حضرت موسی علیہ السلام کے اس معجزہ کی ہے جب اللہ تعالیٰ نے انہیں سمندر پر اپنی لاٹھی مارنے کا حکم فرمایا تھا جونہی موسی علیہ السلام نے فرمان الٰہی کی تعمیل کی' سمندر میں بارہ خشک راستے پھٹ گئے' اور ان راستوں کے درمیان پانی پہاڑوں کی مانند کھڑا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿ فَأَوْحَيْنَآ إِلَىٰ مُوسَىٰٓ أَنِ ٱضْرِب بِّعَصَاكَ ٱلْبَحْرَ ۖ فَٱنفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَٱلطَّوْدِ ٱلْعَظِيمِ ﴿٦٣﴾ ﴾ (الشعراء۲۶/ ۶۳)

"پھر ہم نے موسی کو وحی کی کہ اپنی لاٹھی کو سمندر پر مارو' چنانچہ وہ (سمندر) پھٹ گیا اور ہر ٹکڑا (یوں) ہو گیا کہ گویا بڑا پہاڑ ہے۔"

دوسری مثال: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مردوں کو زندہ کرنے اور اللہ تعالیٰ کے

Www.IslamicBooks.Website

حکم سے انہیں قبروں سے باہر نکالنے والے معجزہ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَأُحْيِ ٱلْمَوْتَىٰ بِإِذْنِ ٱللَّهِ ﴾ (آل عمران ۳/ ۴۹)

"اور میں زندہ کر دیتا ہوں مردوں کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے۔"

اور ایک مقام پر یوں ارشاد ہوا ہے۔

﴿ وَإِذْ تُخْرِجُ ٱلْمَوْتَىٰ بِإِذْنِى ﴾ (المائدہ ۵/ ۱۱۰)

"اور جبکہ تم مردوں کو نکال کر کھڑا کر لیتے تھے میرے حکم سے۔"

تیسری مثال: حضرت محمد ﷺ کے معجزہ شق القمر (یعنی چاند کے دو ٹکڑے ہو جانے) کی ہے۔ جب قریش مکہ نے آپ سے معجزے کا مطالبہ کیا تو آپ نے چاند کی طرف اشارہ فرمایا' اور وہ دو حصوں میں پھٹ گیا' اور تمام لوگوں نے اس کا مشاہدہ کیا۔ اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿ ٱقْتَرَبَتِ ٱلسَّاعَةُ وَٱنشَقَّ ٱلْقَمَرُ ۝١ وَإِن يَرَوْا۟ ءَايَةً يُعْرِضُوا۟ وَيَقُولُوا۟ سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ۝٢ ﴾ (القمر ۵۴/ ۱۔۲)

"قیامت نزدیک آ پہنچی اور چاند پھٹ گیا اور اگر (کافر) لوگ کوئی معجزہ دیکھتے ہیں تو منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ایک ہمیشہ کا جادو ہے۔"

ان تمام معجزات و علامات کا تعلق محسوسات (یعنی سننے اور دیکھنے) سے ہے اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے رسولوں کی تائید و نصرت کے لئے جاری فرمایا تھا' یہ تمام معجزات قطعی طور پر اللہ تعالیٰ کے وجود پر دلالت کرتے ہیں۔

Www.IslamicBooks.Website

(دوم) اللہ تعالیٰ کی ربوبیت پر ایمان

یعنی (اس بات پر ایمان) کہ وہ اکیلا اور تنہا ہی پروردگار ہے' نہ اس کا کوئی شریک ہے اور نہ مددگار۔

رب: سے مراد وہ ہستی ہے جو پوری مخلوق اور بادشاہی کی مالک ہو' اور حکم بھی صرف اسی کا چلتا ہو پس اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی دوسرا خالق ہے نہ اس کے علاوہ کوئی دوسرا مالک ہے' اور نہ ہی اس کے علاوہ کوئی دوسرا حاکم ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿أَلَا لَهُ ٱلْخَلْقُ وَٱلْأَمْرُ﴾ (الأعراف ۷/ ۵٤)

"یاد رکھو اللہ ہی کے لیے خاص ہے خالق ہونا اور حاکم ہونا۔"

اور ایک مقام پر یوں ارشاد ہوا:

﴿ذَٰلِكُمُ ٱللَّهُ رَبُّكُمْ لَهُ ٱلْمُلْكُ ۚ وَٱلَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِهِۦ مَا يَمْلِكُونَ مِن قِطْمِيرٍ ﴿١٣﴾﴾ (الفاطر ۳۵/ ۱۳)

"یہی اللہ تمہارا پروردگار ہے' اسی کی بادشاہی ہے اور اس کے سوا جن کو تم پکارتے ہو وہ تو کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے برابر بھی (کسی چیز پر) اختیار نہیں رکھتے۔"

مخلوق میں سے کبھی بھی کسی نے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی ربوبیت کا انکار نہیں کیا ہے سوائے ان لوگوں کے جن کو تکبر کا عارضہ لاحق ہو گیا تھا لیکن وہ بھی جو کچھ

Www.IslamicBooks.Website

کہتے تھے خود اس پر عقیدہ نہ رکھتے تھے' جیسا کہ فرعون کے اس خطاب سے ظاہر ہے جو اس نے اپنی قوم سے کیا تھا:

﴿ أَنَا۠ رَبُّكُمُ ٱلْأَعْلَىٰ ﴿٢٤﴾ ﴾ (النازعات٧٩/ ٢٤)

"میں تمہارا سب سے بڑا پروردگار ہوں۔"

اور ایک مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلْمَلَأُ مَا عَلِمْتُ لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرِى ﴾

(القصص٢٨/ ٣٨)

"اے اہل دربار! میں تو اپنے سوا کسی کو تمہارا معبود نہیں جانتا۔"

لیکن فرعون کا یہ دعویٰ عقیدہ کی بنیاد پر نہیں تھا۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَجَحَدُوا۟ بِهَا وَٱسْتَيْقَنَتْهَآ أَنفُسُهُمْ ظُلْمًا وَعُلُوًّا ﴾ (النمل٢٧/ ١٤)

"اور ظلم و تکبر کی راہ سے وہ ان (معجزات) کے منکر ہو گئے حالانکہ ان کے دلوں نے ان کا یقین کر لیا تھا۔"

اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے جو کچھ فرمایا تھا' قرآن کریم میں اس کی حکایت یوں ذکر ہوئی ہے:

﴿ لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ أَنزَلَ هَٰٓؤُلَآءِ إِلَّا رَبُّ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ بَصَآئِرَ وَإِنِّى لَأَظُنُّكَ يَٰفِرْعَوْنُ مَثْبُورًا ﴿١٠٢﴾ ﴾

(الأسراء١٧/ ١٠٢)

"تو خوب جانتا ہے کہ آسمان اور زمین کے پروردگار نے یہ معجزے دکھائے

Www.IslamicBooks.Website

سمجھانے کو نازل فرمائے ہیں‘ اے فرعون میں تو سمجھ رہا ہوں کہ تو یقیناً برباد و ہلاک کیا گیا ہے۔“

اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ مشرکین عرب بھی اللہ تعالیٰ کی الوہیت (یعنی اس کو ایک جاننے) میں شرک کے باوجود اس کی ”ربوبیت“ کا اقرار کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ قُل لِّمَنِ ٱلْأَرْضُ وَمَن فِيهَآ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٨٤﴾
سَيَقُولُونَ لِلَّهِ ۚ قُلْ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿٨٥﴾ قُلْ مَن رَّبُّ ٱلسَّمَٰوَٰتِ
ٱلسَّبْعِ وَرَبُّ ٱلْعَرْشِ ٱلْعَظِيمِ ﴿٨٦﴾ سَيَقُولُونَ لِلَّهِ ۚ قُلْ أَفَلَا
تَتَّقُونَ ﴿٨٧﴾ قُلْ مَنۢ بِيَدِهِۦ مَلَكُوتُ كُلِّ شَىْءٍ وَهُوَ يُجِيرُ وَلَا
يُجَارُ عَلَيْهِ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٨٨﴾ سَيَقُولُونَ لِلَّهِ ۚ قُلْ فَأَنَّىٰ
تُسْحَرُونَ ﴿٨٩﴾ ﴾ (المؤمنون ٢٣/ ٨٤-٨٩)

”آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم جانتے ہو تو بتاؤ کہ زمین اور جو کچھ اس میں ہے‘ سب کس کا مال ہے؟ وہ ضرور یہی کہیں گے کہ سب کچھ اللہ کا ہے‘ ان سے کہئے! کہ پھر کیوں غور نہیں کرتے؟ آپ یہ بھی کہئے! کہ ان سات آسمانوں‘ اور عالیشان عرش کا مالک کون ہے؟ وہ ضروری یہی کہیں گے کہ یہ بھی اللہ کا ہے تو آپ (ان سے کہئے) کہ پھر کیوں نہیں ڈرتے؟ آپ کہئے کہ اگر تمہیں خبر ہے تو بتاؤ کہ وہ کون ہے جس کے ہاتھ میں ہر چیز کا اختیار ہے‘ اور وہ پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابلہ میں کوئی کسی کو پناہ نہیں

Www.IslamicBooks.Website

دے سکتا وہ ضرور یہی کہیں گے کہ اللہ کو' آپ کہہ دیجئے! کہ پھر تم کدھر
سے جادو کر دیے جاتے ہو۔''

اور ایک جگہ یوں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ خَلَقَهُنَّ ٱلْعَزِيزُ ٱلْعَلِيمُ ۝٩ ﴾ (الزخرف ۴۳/ ۹)

''اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ ان کو کس نے پیدا کیا ہے؟ تو وہ ضرور
یہی کہیں گے کہ ان کو غالب اور علم والی ذات نے پیدا کیا ہے؟''

ایک اور جگہ میں یوں فرمایا:

﴿ وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُولُنَّ ٱللَّهُ فَأَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ ۝٨٧ ﴾
(الزخرف ۴۳/ ۸۷)

''اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ ان کو کس نے پیدا کیا ہے؟ تو وہ ضرور
کہیں گے اللہ نے تو پھر یہ لوگ کہاں بھٹکے پھرتے ہیں۔''

رب سبحانہ و تعالیٰ کا امر (حکم)' امر کونی و شرعی دونوں پر مشتمل ہے جس طرح وہ کائنات کا مدبر اعلیٰ ہے' اسی طرح اس کا قاضی بھی ہے' لہٰذا اپنی بہترین حکمت عملی کے تقاضے کے مطابق جو کچھ چاہتا ہے اس کا فیصلہ فرماتا ہے۔ اسی طرح وہ اس کائنات کا حاکم بھی ہے' چنانچہ عبادت' احکام اور معاملات میں مصلحت کے تقاضا کے مطابق شریعت کے احکام نافذ فرماتا ہے۔ لہٰذا جو کوئی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو عبادت میں شریعت ساز' یا معاملات میں حاکم بنا لے وہ

Www.IslamicBooks.Website

مشرک ہے' اور اس کا ایمان متزلزل و غیر معتبر ہے۔

(سوم) اللہ تعالیٰ کی "الوہیت" پر ایمان

یعنی صرف وہی تنہا حقیقی معبود ہے' کوئی اس کا شریک نہیں ہے' اور "الٰہ" بمعنی "مالوہ" یعنی "معبود" کے ہیں۔ اس سے مراد وہ ہستی ہے جس کی محبت اور تعظیم کے ساتھ عبادت یا پرستش کی جائے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿ وَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ لَّا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَٰنُ الرَّحِيمُ ﴿١٦٣﴾ ﴾

(البقرۃ۲/ ۱۶۳)

"اور معبود تم سب کا ایک ہی معبود ہے' اس کے سوا کوئی معبود نہیں' وہ بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔"

اور ارشاد ہوتا ہے:

﴿ شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمِ قَائِمًا بِالْقِسْطِ ۚ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿١٨﴾ ﴾ (آل عمران۳/ ۱۸)

"اللہ تعالیٰ' فرشتے اور اہل علم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ عدل کے ساتھ دنیا کو قائم رکھنے والا ہے' اس غالب اور حکمت والے کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔"

Www.IslamicBooks.Website

پس اللہ تعالیٰ کے ساتھ جس کسی کو معبود سمجھ کر پوجا گیا اس کا الٰہ ہونا غلط اور باطل ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ ذَٰلِكَ بِأَنَّ ٱللَّهَ هُوَ ٱلۡحَقُّ وَأَنَّ مَا يَدۡعُونَ مِن دُونِهِۦ هُوَ ٱلۡبَٰطِلُ وَأَنَّ ٱللَّهَ هُوَ ٱلۡعَلِيُّ ٱلۡكَبِيرُ ﴿٦٢﴾ ﴾

(الحج ۲۲/ ٦٢)

"یہ اس لیے کہ بے شک اللہ ہی جو برحق ذات ہے، اور اللہ تعالیٰ کے سوا (کافر) جس کو پکارتے ہیں وہ باطل ہے اور اللہ ہی سب سے اوپر اور بڑا ہے۔"

اگر کوئی شخص کسی کو "الٰہ" یا "معبود" پکارنے لگے تو اس سے اس کو "حق الوہیت" حاصل نہیں ہو جاتا، چنانچہ "لات" اور "عزیٰ" کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ إِنۡ هِيَ إِلَّآ أَسۡمَآءٞ سَمَّيۡتُمُوهَآ أَنتُمۡ وَءَابَآؤُكُم مَّآ أَنزَلَ ٱللَّهُ بِهَا مِن سُلۡطَٰنٍۚ ﴾ (النجم ۵۳/ ۲۳)

"وہ تو صرف نام ہی نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے گھڑ لئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے (ان کے معبود ہونے کی) کوئی دلیل نہیں اتاری ہے۔"

حضرت یوسف علیہ السلام نے جیل کے اپنے دونوں ساتھیوں سے جو فرمایا تھا وہ قرآن مجید میں یوں مذکور ہے:

﴿ ءَأَرۡبَابٞ مُّتَفَرِّقُونَ خَيۡرٌ أَمِ ٱللَّهُ ٱلۡوَٰحِدُ ٱلۡقَهَّارُ ﴿٣٩﴾ مَا

Www.IslamicBooks.Website

تَعۡبُدُونَ مِن دُونِهِۦٓ إِلَّآ أَسۡمَآءً سَمَّيۡتُمُوهَآ أَنتُمۡ وَءَابَآؤُكُم مَّآ أَنزَلَ ٱللَّهُ بِهَا مِن سُلۡطَٰنٍۚ﴾ (یوسف۱۲/ ۳۹ـ۴۰)

"کیا جدا جدا کئی معبود بہتر ہیں یا اکیلا اللہ جو سب سے زبردست ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا جن کو تم پکارتے ہو وہ صرف نام ہی نام ہیں جو تم نے اور تمہارے آباؤ اجداد نے رکھ لئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے (معبود ہونے کی) کوئی دلیل نہیں اتاری۔"

اسی لئے تمام پیغمبر علیہم السلام اپنی اپنی قوم سے یہی کہتے رہے:

﴿ ٱعۡبُدُواْ ٱللَّهَ مَا لَكُم مِّنۡ إِلَٰهٍ غَيۡرُهُۥٓ ﴾ (المؤمنون۲۳/ ۲۳)

"اللہ کی بندگی کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے۔"

لیکن مشرکین نے اس حقیقت سے انکار کیا اور اللہ کے علاوہ کچھ دوسرے الٰہ (معبود) بنا کر اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے ساتھ ان کی بھی پرستش کرنے لگے اور (بوقت ضرورت) ان سے مدد کے طالب ہوتے اور انہیں سے استغاثہ و فریاد کیا کرتے تھے۔ مشرکین کے انہیں معبود بنا لینے کا رد اللہ تعالیٰ نے دو عقلی دلیلوں سے فرمایا ہے:

پہلی دلیل جن کو لوگوں نے الٰہ (معبود) بنا رکھا ہے ان میں "الوہیت" کی صفات نہیں پائی جاتیں بلکہ وہ خود مخلوق ہیں، کسی بھی چیز کو پیدا کر لینا ان کے بس میں نہیں، وہ اپنی پرستش کرنے والوں کو نہ کوئی نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ ان پر سے کسی تکلیف کو دور کر سکتے ہیں، اور نہ وہ ان کے لئے

Www.IslamicBooks.Website

زندگی کے مالک ہیں اور نہ موت کے، نہ آسمانوں کی کوئی چیز ان کی ملکیت میں ہے اور نہ وہ اس کے شریک ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَاتَّخَذُوا مِن دُونِهِ آلِهَةً لَّا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ وَلَا يَمْلِكُونَ لِأَنفُسِهِمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا وَلَا يَمْلِكُونَ مَوْتًا وَلَا حَيَاةً وَلَا نُشُورًا ﴿٣﴾ ﴾ (الفرقان ۲۵/ ۳)

"ان لوگوں نے اس (اللہ) کے سوا کچھ دوسرے معبود بنا رکھے ہیں جو کسی چیز کے خالق نہیں (بلکہ) وہ خود مخلوق ہیں اور وہ خود اپنے لئے نہ کسی نقصان (کے دور کرنے) کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ کسی نفع (کے حاصل کرنے) کا اور نہ (کسی کے) مرنے پر انہیں اختیار ہے اور نہ (کسی کے) جینے پر اور نہ ہی (کسی کے) دوبارہ اٹھانے پر۔"

اور ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے:

﴿ قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ لَا يَمْلِكُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيهِمَا مِن شِرْكٍ وَمَا لَهُ مِنْهُم مِّن ظَهِيرٍ ﴿٢٢﴾ وَلَا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ عِندَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ ﴾ (سبأ ۳۴/ ۲۲-۲۳)

"آپ کہہ دیجئے جن کو تم اللہ کے سوا حصہ دار سمجھتے ہو ان کو پکارو، وہ آسمان اور زمین میں ذرہ برابر بھی اختیار نہیں رکھتے اور نہ ہی ان دونوں کی ملکیت میں شریک ہیں اور نہ ان میں سے کوئی اس (اللہ) کا مددگار ہے

Www.IslamicBooks.Website

اور نہ اس کے نزدیک (کسی کے لئے) کوئی سفارش فائدہ دے گی مگر اسی کے لئے جس کے لئے وہ اجازت دے دے۔"

اور ایک مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ أَيُشْرِكُونَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ ﴿١٩١﴾ وَلَا يَسْتَطِيعُونَ لَهُمْ نَصْرًا وَلَا أَنفُسَهُمْ يَنصُرُونَ ﴿١٩٢﴾ ﴾ (الأعراف ۷/ ۱۹۱-۱۹۲)

"کیسے ناداں ہیں یہ لوگ کہ ان کو اللہ کا شریک ٹھہراتے ہیں جو کسی چیز کو پیدا نہیں کرتے بلکہ خود پیدا کیے جاتے ہیں جو نہ ان کی مدد کر سکتے ہیں اور نہ آپ اپنی مدد پر قادر ہیں۔"

جب ان معبود ان (باطلہ) کا یہ حال ہے تو پھر ان کو حقیقی معبود بنا لینا حد درجہ کا جھوٹ اور انتہاء درجہ کی بیوقوفی ہے۔

دوسری دلیل

ان مشرکین کو بھی اس بات کا یقین اور اقرار تھا کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی اکیلا رب اور خالق ہے' اسی کے ہاتھ میں ہر چیز کا اختیار ہے' وہ پناہ دیتا ہے لیکن اس کے مقابلہ میں کوئی کسی کو پناہ نہیں دے سکتا فرض یہ کہ کوئی اس کا ہم پلہ نہیں ہے۔ نیز یہ چیز "ربوبیت کی یکتائی" کی طرح اس کی "الوہیت کی یکتائی" کو بھی شامل ہے' جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿٢١﴾ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ فِرَاشًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَأَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجَ بِهِ مِنَ الثَّمَرَاتِ رِزْقًا لَّكُمْ

Www.IslamicBooks.Website

﴿فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَندَادًا وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٢٢﴾﴾

(البقرۃ۲/ ۲۱-۲۲)

"اے لوگو! اپنے رب کی بندگی کرو جس نے تم کو اور جو تم سے پہلے تھے ان کو پیدا کیا تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ' وہ ذات جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا اور آسمان کو چھت بنایا اور آسمان سے پانی برسایا پھر اس سے تمہارے (کھانے کے) لیے پھلوں کی غذا نکالی' پس کسی کو اللہ کا ہمسر (شریک) نہ ٹھہراؤ اللہ کے مقابل (شریک) اور تم جانتے بوجھتے ہو۔"

اور ایک مقام پر یوں ارشاد ہوا:

﴿وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ فَأَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ ﴿٨٧﴾﴾

(الزخرف۴۳/ ۸۷)

"اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ (خود) ان کو کس نے پیدا کیا ہے؟ تو وہ ضرور یہی کہیں گے کہ اللہ نے' پس یہ لوگ کہاں بھٹکے پھرتے ہیں۔"

اور ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿قُلْ مَن يَرْزُقُكُم مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَمَّن يَمْلِكُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَمَن يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَن يُدَبِّرُ الْأَمْرَ ۚ فَسَيَقُولُونَ اللَّهُ ۚ فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿٣١﴾ فَذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ ۖ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ ۖ فَأَنَّىٰ تُصْرَفُونَ ﴿٣٢﴾﴾

(یونس۱۰/ ۳۱-۳۲)

Www.IslamicBooks.Website

"آپ ان سے پوچھیں کہ وہ کون ہے جو تم کو آسمان اور زمین سے رزق پہنچاتا ہے' یا (تمہارے) کانوں اور آنکھوں کا مالک کون ہے؟ اور وہ کون ہے جو جاندار کو بے جان (چیز) سے نکالتا ہے؟ اور بے جان (چیز) کو جاندار سے نکالتا ہے؟ اور وہ کون ہے جو تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے؟ سو وہ ضرور یہی کہیں گے کہ اللہ' تو پھر آپ کہئے کہ کیوں پرہیز گاری اختیار نہیں کرتے؟ سو یہ اللہ ہے جو تمہارا رب حقیقی ہے' پھر حق کے بعد سوائے گمراہی کے اور کیا رہ گیا؟ پھر کہاں پھرے جاتے ہو؟"

(چہارم) اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات پر ایمان

اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے لئے خود اپنی کتاب' یا اپنے رسول اللہ ﷺ کی سنت میں جن اسماء و صفات کا اثبات فرمایا ہے' ان کا تحریف و تعطیل اور بغیر تکییف و تمثیل جس طرح اس کی ذات کے شان شایان ہے' اثبات کرنا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَلِلَّهِ ٱلْأَسْمَآءُ ٱلْحُسْنَىٰ فَٱدْعُوهُ بِهَا ۖ وَذَرُوا۟ ٱلَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِىٓ أَسْمَٰٓئِهِۦ ۚ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ ﴿١٨٠﴾ ﴾ (الأعراف ۷/ ۱۸۰)

"اور سب اچھے نام اللہ ہی کے لئے ہیں' تو اس کو ان ناموں سے پکارو اور جو لوگ اس کے ناموں میں کجی (اختیار) کرتے ہیں ان کو چھوڑ دو وہ جو کچھ کر رہے ہیں اس کی سزا پائیں گے۔"

Www.IslamicBooks.Website

اور فرمایا:

﴿ وَلَهُ ٱلْمَثَلُ ٱلْأَعْلَىٰ فِى ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ۚ وَهُوَ ٱلْعَزِيزُ ٱلْحَكِيمُ ﴿٢٧﴾ ﴾ (الروم۳۰/ ۲۷)

"اور آسمانوں اور زمین میں اسی کی شان سب سے اعلیٰ (اور بلند) ہے اور وہی زبردست حکمت والا ہے۔"

اور فرمایا:

﴿ لَيْسَ كَمِثْلِهِۦ شَىْءٌ ۖ وَهُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْبَصِيرُ ﴿١١﴾ ﴾

(الشوری۴۲/ ۱۱)

"کوئی چیز اس جیسی نہیں ہے اور وہ ہی (ہر بات کا) سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔"

اس مسئلہ میں دو گروہ گمراہی کا شکار ہوئے ہیں:

پہلا گروہ (معطلہ) وہ لوگ جو ہیں اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات' یا ان میں سے بعض کے منکر ہیں ان کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے ان اسماء و صفات کا اثبات حقیقت میں تشبیہ (یعنی اللہ تعالیٰ کو اس کی مخلوق کے مشابہ بنا دیتا) ہے۔ لیکن یہ دعویٰ درج ذیل وجوہات کی بناء پر بالکل لغو اور باطل ہے:

پہلی وجہ یہ دعویٰ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے کلام میں باہمی تضاد جیسے جھوٹے الزامات پر مشتمل ہے اور یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ذات

Www.IslamicBooks.Website

کے لئے ان اسماء و صفات کا اثبات اور کسی چیز کے اپنے ہم مثل ہونے کی نفی فرمائی ہے۔ لہٰذا اگر یہ مان لیا جائے کہ ان اسماء و صفات کا اثبات تشبیہ کا باعث ہے تو اس سے کلام اللہ میں تضاد اور بعض آیات کی بعض سے تکذیب لازم آتی ہے۔

دوسری وجہ اسم یا صفت میں سے کسی بھی دو چیزوں کے اتفاق سے انکا باہم ایک جیسا ہونا لازم نہیں آتا جیسا کہ آپ دیکھتے ہیں کہ دو شخصوں کے درمیان اس لحاظ سے اتفاق پایا جاتا ہے کہ وہ دونوں انسان ہیں' سنتے' دیکھتے اور بولتے ہیں لیکن اس سے یہ ہرگز لازم نہیں آتا کہ وہ انسانی مزاج' یا سننے' دیکھنے اور بولنے کے اعتبار سے بھی ایک دوسرے کے ساتھ کلی موافقت رکھتے ہوں' اسی طرح جانوروں کی مثال لے لیجئے' ان کے پاس ہاتھ' پاؤں اور آنکھیں ہوتی ہیں' لیکن ان کے اس اتفاق سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان کے ہاتھ' پاؤں اور آنکھیں حقیقت میں ایک جیسی ہوں۔

پس جب مخلوقات کے درمیان اسماء و صفات میں اتفاق کے باوجود بھی اختلاف واضح ہے' تو خالق و مخلوق کے درمیان اختلاف تو اس سے بھی زیادہ واضح اور بڑا ہوا۔

دوسرا گروہ (مشبہہ) یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات کا اثبات' مخلوق کے ساتھ اس کی تشبیہ سے کرتے ہیں' ان کا گمان ہے کہ یہی نصوص کی دلالت کا تقاضا ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں

Www.IslamicBooks.Website

سے اسی طرح مخاطب ہوتا ہے جس طرح کہ وہ سمجھ سکیں۔ لیکن یہ گمان بھی مندرجہ ذیل وجوہات کی وجہ سے جھوٹ کا پلندہ ہے:

پہلی وجہ اللہ تعالیٰ کی اپنی مخلوق کے ساتھ مشابہت ایک ایسا امر ہے جو عقل و شریعت دونوں کے ہاں باطل اور مردود ہے جبکہ یہ بات قطعاً ناممکن ہے کہ کتاب و سنت کی دلالت اور تقاضا غلط اور باطل ہو۔

دوسری وجہ بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے اسی طرح خطاب فرمایا ہے جس طرح کہ وہ اسے اصل معنی کی حیثیت سے سمجھتے ہیں، لیکن اس کے خطاب کے معانی کا جو حصہ اس کی ذات یا صفات سے متعلق ہے، اس کی حقیقت کا علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔

چنانچہ اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے "سمیع" ہونے کا اثبات فرمایا ہے تو "سمع" اپنے اصل معنی کے اعتبار سے تو معلوم ہے (یعنی آوازوں کا ادراک) لیکن اللہ تعالیٰ کی "سماعت" کی نسبت سے اس کے "سمیع" ہونے کی اصل حقیقت معلوم نہیں ہے۔ "سمع" کی حقیقت چونکہ مخلوقات بھی میں مختلف ہوتی ہے، لہٰذا خالق و مخلوق کے درمیان اس کا مختلف ہونا اور بھی زیادہ واضح اور بڑا ہوا۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اگر اپنے متعلق اس بات کی خبر دی ہے کہ وہ اپنے عرش پر مستوی ہے تو "استواء" اپنے اصل معنی کے اعتبار سے اگرچہ معلوم ہے لیکن عرش پر اللہ تعالیٰ کے مستوی ہونے کی نسبت سے اس "استواء" کی حقیقت مجہول ہے۔ اگر دیکھا جائے تو "استواء" کی حقیقت مخلوق کے حق میں

Www.IslamicBooks.Website

بھی مختلف ہوتی ہے چنانچہ کسی مستقر کرسی پر مستوی ہونا (بلند ہونا) بے قابو ہونے والے اونٹ کے کجاوے پر مستوی ہونے کی مانند نہیں ہے۔ پس یہ چیز جب مخلوق کے حق میں مختلف ہے تو خالق و مخلوق کے درمیان یہ اختلاف زیادہ واضح اور بڑا ہوا۔

مذکورہ وصف کے ساتھ اللہ پر ایمان کے چند عظیم الشان ثمرات

اوّل: اللہ تعالیٰ کی توحید کی تحقیق: اس طرح کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے سے امیدیں وابستہ نہ رکھنے، کسی دوسرے سے خوفزدہ ہو اور نہ ہی کسی اور کی عبادت کرے۔

دوم: "اسماء حسنی" (اچھے ناموں) اور "صفات علیا" (بلند صفات) کے تقاضا کے مطابق اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور اس سے کمال محبت کرنا۔

سوم: "تحقیق عبادت" یعنی جن چیزوں کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے ان کو بجا لانا، اور جن چیزوں سے منع فرمایا ہے ان سے اجتناب کرنا۔

Www.IslamicBooks.Website

فرشتوں پر ایمان

فرشتے "ملائکہ" ایک پوشیدہ جہاں اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والی مخلوق ہیں' ان میں "ربوبیت" اور "الوہیت" کی کوئی خصوصیت موجود نہیں ہے' اللہ تعالیٰ نے انہیں نور سے پیدا فرمایا ہے' اور ان کو تمام احکام الٰہی پوری طرح بجا لانے کی قدرت اور اسے نافذ کرنے کی قوت عطا فرمائی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَمَنْ عِندَهُۥ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِۦ وَلَا يَسْتَحْسِرُونَ ﴿١٩﴾ يُسَبِّحُونَ ٱلَّيْلَ وَٱلنَّهَارَ لَا يَفْتُرُونَ ﴿٢٠﴾ ﴾ (الأنبياء٢١/ ١٩-٢٠)

"اور جو (فرشتے) اس کے نزدیک رہتے ہیں اس کی عبادت سے سرکشی نہیں کرتے' اور نہ اکتاہٹ محسوس کرتے ہیں بلکہ شب و روز اس کی تسبیح بیان کرتے ہیں اور دم نہیں لیتے۔"

فرشتوں کی تعداد بہت زیادہ ہے' اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی ان کے اعداد و شمار نہیں جانتا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی قصہ معراج والی حدیث میں ثابت ہے کہ:

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب آسمان پر "بیت معمور" پر پہنچے تو دیکھا کہ اس میں ہر روز

Www.IslamicBooks.Website

ستر ہزار فرشتے نماز پڑھتے ہیں جو اس میں سے ایک بار (نماز پڑھ کر) نکل جائے دوبارہ اس میں لوٹ کر نہیں آتا (یعنی دوبارہ پھر کبھی اس کی باری نہیں آتی۔)"(۱)

فرشتوں پر ایمان لانا چار امور پر مشتمل ہے

(۱) فرشتوں کے وجود پر ایمان۔

(۲) جن فرشتوں کے نام ہمیں معلوم ہیں ان پر ایمان مفصل اور جن فرشتوں کے نام ہمیں معلوم نہیں ہیں ان سب پر اجمالاً ایمان لانا۔

(۳) فرشتوں کی جن صفات کا ہمیں علم ہے ان پر ایمان لانا جیسا کہ حضرت جبریل علیہ السلام کی صفت کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے کہ:

میں نے جبریل علیہ السلام کو ان کی اصل شکل و صورت میں دیکھا ان کے چھ سو پر تھے اور انہوں نے افق کو بھر رکھا تھا۔ یعنی پوری فضا میں چھائے ہوتے تھے۔"(۲)

---

(۱) صحیح بخاری، کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملائکۃ صلوات اللہ علیھم، ح: ۳۲۰۷، و صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الاسراء برسول اللہ۔۔۔" ح: ۱۶۴

(۲) مسند احمد، ۱/۴۰۷، ۴۱۲، ۴۶۰۔

Www.IslamicBooks.Website

اور کبھی فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم سے انسانی شکل و صورت میں بھی ظاہر ہوتے ہیں جیسا کہ حضرت جبریل علیہ السلام کے متعلق معروف ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے انہیں حضرت مریم علیہا السلام کے پاس بھیجا تو وہ ان کے پاس ایک عام انسان کی شکل میں آئے تھے۔

اسی طرح ایک مرتبہ حضرت جبریل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' اس وقت آپ صحابہ کرام کے درمیان تشریف فرما تھے وہ ایک ایسے شخص کی شکل میں آئے تھے کہ ان کے کپڑے انتہائی سفید اور سر کے بال غیر معمولی طور پر سیاہ تھے' اور ان پر سفر کے آثار بھی نمایاں نہ تھے' صحابہ میں سے کوئی بھی انہیں نہیں پہچانتا تھا' وہ اپنے گھٹنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنوں سے ملا کر بیٹھ گئے' اور اپنے ہاتھ اپنی رانوں پر رکھ لئے۔ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام' ایمان' احسان' قیامت کی گھڑی اور اس کی نشانیوں کے متعلق سوال کیا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے جواب دیتے رہے۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ کرام سے مخاطب ہو کر) فرمایا تھا:

«هَذَا جِبْرِيْلُ أَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِيْنَكُمْ»(صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب الايمان ما هو؟ وبيان خصاله، ح: ٩، ١٠)

"یہ جبریل تھے جو تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔"

اسی طرح وہ فرشتے جن کو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم اور حضرت لوط علیہما السلام کے پاس بھیجا تھا وہ بھی انسان ہی کی شکل میں آئے تھے۔

Www.IslamicBooks.Website

۴ فرشتوں کے ان اعمال پر ایمان لانا جو ہمیں معلوم ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے انجام دیتے ہیں' مثلاً اللہ عزوجل کی تسبیح بیان کرنا اور دن رات مسلسل بغیر تھکاوٹ اور اکتاہٹ کے اس کی عبادت کرنا وغیرہ۔

بعض فرشتے مخصوص اعمال کے لئے مقرر ہیں۔ جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱ جبریل امین: اللہ تعالیٰ کی وحی پہنچانے پر مامور ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی وحی کے ساتھ انہیں اپنے نبیوں اور رسولوں کے پاس بھیجا ہے۔

۲ میکائیل: کے ذمہ بارش اور نباتات (یعنی روزی) پہنچانے کا کام ہے۔

۳ اسرافیل: قیامت کی گھڑی اور مخلوق کو دوبارہ زندہ کئے جانے کے وقت صور پھونکنے پر مامور ہے۔

۴ موت کا فرشتہ: موت کے وقت روح قبض کرنے پر مامور ہے۔

۵ مالک: جہنم پر مامور بلکہ داروغہ جہنم ہے۔

۶ وہ فرشتے جو شکم مادر میں جنین (یعنی بچے) پر مامور ہیں' چنانچہ جب انسان ماں کے رحم میں چار ماہ کی مدت پوری کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے پاس ایک فرشتہ بھیجتا ہے جو اس کی موت' اس کے عمل اور اس کے بد بخت یا سعادت مند ہونے کو احاطہ تحریر میں لاتا ہے۔

۷ بنی آدم کے اعمال کی حفاظت پر مامور فرشتے: ہر شخص کے اعمال کی حفاظت اور انہیں لکھنے کے لئے دو فرشتے مقرر ہیں جن میں سے ایک

Www.IslamicBooks.Website

انسان کی دائیں جانب اور دوسرا بائیں جانب رہتا ہے۔

⑧ مردوں سے سوال کرنے پر مامور فرشتے: جب میت کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے' تو اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں جو اس سے اس کے رب' اس کے دین اور اس کے نبی کی بابت سوال کرتے ہیں۔

فرشتوں پر ایمان لانے کے ثمرات

اول: اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی' اس کی قوت اور اس کی سلطنت کا علم۔ یاد رہے کہ مخلوق کی عظمت خالق کی عظمت کی دلیل ہے۔

دوم: بنی آدم پر عنایات و انعامات کرنے پر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنا' کہ اس نے ان فرشتوں کو بنی آدم کی حفاظت' ان کے اعمال کو لکھنے اور دیگر مصلحتوں پر مامور فرمایا ہے۔

سوم: فرشتوں سے محبت کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اپنے سپرد کردہ فرائض کی انجام دہی میں مصروف ہیں۔

فرشتوں سے متعلق بعض شبہات اور ان کا ازالہ

گمراہ اور بدنیتوں کی ایک جماعت نے فرشتوں کے مجسم مخلوق ہونے کا انکار کیا ہے۔ ان کا دعوی ہے کہ فرشتے دراصل مخلوقات میں موجود خیروبرکت کی (پوشیدہ) قوتوں کا نام ہے لیکن یہ دعوی کتاب اللہ' سنت رسول اللہ ﷺ اور تمام مسلمانوں کے اجماع کو صریحاً جھٹلانے کے مترادف ہے' اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

Www.IslamicBooks.Website

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا أُولِىٓ أَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ﴾ (الفاطر ۳۵/ ۱)

"تمام تر تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہی ہے جو آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے اور فرشتوں کو پیغام رساں بنانے والا ہے جن کے دو دو' تین تین اور چار چار پر اور بازو ہیں۔"

اور ایک جگہ یوں ارشاد ہوا ہے۔

﴿ وَلَوْ تَرٰىٓ إِذْ يَتَوَفَّى الَّذِينَ كَفَرُوا ۙ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَدْبٰرَهُمْ ﴾ (الأنفال۸/ ۵۰)

"کاش کہ آپ اس وقت (کی کیفیت) کو دیکھتے جب فرشتے کافروں کی جانیں نکالتے ہیں' ان کے چہروں اور پیٹھوں پر (کوڑے اور ہتھوڑے) مارتے ہیں۔"

اور ایک جگہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿ وَلَوْ تَرٰىٓ إِذِ الظّٰلِمُونَ فِى غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوٓا أَيْدِيهِمْ أَخْرِجُوٓا أَنفُسَكُمُ ﴾ (الأنعام۶/ ۹۳)

"کاش کہ آپ ان ظالم لوگوں کو اس وقت دیکھیں جب وہ موت کی سختیوں میں (مبتلا) ہوں اور فرشتے (ان کی طرف عذاب کے لئے) اپنے ہاتھ بڑھا رہے ہوں کہ اپنی جانیں نکالو۔"

اور ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ یوں ہوا

Www.IslamicBooks.Website

﴿ حَتَّىٰٓ إِذَا فُزِّعَ عَن قُلُوبِهِمْ قَالُوا۟ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ ۖ قَالُوا۟ ٱلْحَقَّ ۖ وَهُوَ ٱلْعَلِىُّ ٱلْكَبِيرُ ﴿٢٣﴾ ﴾ (سبأ٣٤/ ٢٣)

"یہاں تک کہ جب ان (فرشتوں) کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہو جاتی ہے تو ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ تمہارے رب نے کیا حکم فرمایا ہے؟ کہتے ہیں کہ حق فرمایا ہے اور وہی سب سے بلند و بالا اور بڑا ہے۔"

اور اہل جنت کے متعلق ارشاد ہوتا ہے:

﴿ وَٱلْمَلَـٰٓئِكَةُ يَدْخُلُونَ عَلَيْهِم مِّن كُلِّ بَابٍ ﴿٢٣﴾ سَلَـٰمٌ عَلَيْكُم بِمَا صَبَرْتُمْ ۚ فَنِعْمَ عُقْبَى ٱلدَّارِ ﴿٢٤﴾ ﴾ (الرعد١٣/ ٢٣-٢٤)

"اور فرشتے (بہشت کے) ہر دروازہ سے ان کے پاس آئیں گے' اور کہیں گے تم پر سلامتی ہو' (یہ) تمہاری ثابت قدمی کا بدلہ ہے' سو عاقبت کا گھر خوب اچھا ہے۔"

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندہ کو پسند فرماتا ہے تو جبریل کو پکارتا ہے اور ان سے کہتا ہے کہ بے شک میں فلاں بندہ کو محبوب رکھتا ہوں' پس تم بھی اس سے محبت کرو' تو جبریل علیہ السلام بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔ پھر جبریل علیہ السلام آسمان والوں کو پکارتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فلاں کو بندہ کو محبوب رکھتا ہے تم لوگ بھی اس سے محبت رکھو' تمام آسمان والے بھی اس بندہ سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ پھر اس کو زمین پر بھی شرف قبولیت سے نوازا

Www.IslamicBooks.Website

جاتا ہے۔"(۱)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ایک دوسری حدیث ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جمعہ کے دن مسجد کے تمام دروازوں پر فرشتے کھڑے ہو جاتے ہیں' اور مسجد میں آنے والے نمازیوں (کے ناموں) کا ترتیب وار اندراج کرتے ہیں' پھر جب امام (خطبہ کیلئے منبر پر) بیٹھ جاتا ہے تو وہ بھی اپنے اپنے رجسٹر بند کر کے (اللہ تعالیٰ کا ذکر) سننے کیلئے (مسجد میں) آجاتے ہیں۔"(۲)

کتاب و سنت پر مشتمل مذکورہ بالا تمام نصوص اس بات کی صراحت کرتی ہیں کہ فرشتے مجسم مخلوق ہیں' کوئی پوشیدہ اور معنوی قوتیں نہیں جیسا کہ بعض گمراہ لوگوں کا کہنا ہے۔ نیز چونکہ ان تمام دلائل کے (مدلولات یعنی جن کا یہ "ادلہ" تقاضا کرتی ہیں) پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے (لہٰذا (اس مسئلہ پر) مسلمانوں کا اجماع ثابت ہوا۔

---

(۱) صحیح بخاری' بدء الخلق' باب ذکر الملائکة صلوات اللہ علیھم' ح :۳۲۰۹۔

(۲) صحیح بخاری' بدء الخلق' باب ذکر الملائکة صلوات اللہ علیھم' ح :۳۲۱۱۔

Www.IslamicBooks.Website

کتابوں پر ایمان

کتب کتاب، بمعنی مکتوب (یعنی نوشتہ) کی جمع ہے۔ یہاں "کتب" سے مراد وہ کتابیں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی ہدایت و رحمت کے لئے رسولوں پر نازل فرمایا تاکہ ان کے ذریعہ وہ دنیا و آخرت کی سعادت سے بہرہ ور ہو سکیں۔

کتابوں پر ایمان چار امور کو شامل ہے

اوّل: اس بات پر ایمان کہ ان کتابوں کا اللہ تعالیٰ کی جانب سے نازل ہونا، حق ہے۔

دوم: ان کتابوں میں سے جن کے نام ہمیں معلوم ہیں، مثلاً قرآن جو کہ حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوا، "تورات" کا نزول موسی علیہ السلام پر ہوا۔ "انجیل" عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی اور "زبور" داؤد علیہ السلام کو دی گئی۔ ان سب پر ایمان لانا نیز ان کے علاوہ جن صحیفوں اور کتابوں کے نام ہمیں معلوم نہیں ان سب پر ہمارا ایمان مجمل ہو گا۔

سوم: ان کتابوں کی جو اخبار و آیات صحت کے درجہ کو پہنچی ہیں مثلاً قرآن

Www.IslamicBooks.Website

کریم کی تمام اور سابقہ کتابوں کی وہ اخبار و آیات جن میں تحریف یا تغیر و تبدل نہیں ہوا، تصدیق کرنا۔

چہارم: ان کتابوں کے ان جملہ احکام پر برضا و رغبت عمل کرنا جو منسوخ نہیں ہوئے، خواہ ہم ان احکام کی حکمت کا ادراک کر سکے ہوں، یا ہم ایسا کرنے سے قاصر رہے ہوں۔ یاد رہے کہ سابقہ تمام کتب قرآن کریم کے ذریعہ منسوخ ہو چکی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَأَنزَلْنَآ إِلَيْكَ ٱلْكِتَٰبَ بِٱلْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ ٱلْكِتَٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ﴾ (المائدہ ۵/ ۴۸)

"اور ہم نے تمہاری طرف حق کے ساتھ کتاب نازل فرمائی ہے جو سابقہ کتابوں کی تصدیق کرنے والی اور ان کے مضامین پر نگہبان و نگران ہے۔"

یعنی ان پر حاکم ہے، لہٰذا پہلی کتابوں کے احکام میں سے کسی حکم پر عمل کرنا جائز نہیں ہے مگر یہ کہ وہ صحت کے درجہ کو پہنچ جائے، نیز قرآن کریم نے اسے منسوخ نہ کیا ہو بلکہ (پہلی حالت پر) برقرار رکھا ہو۔

کتابوں پر ایمان لانے کے چند ثمرات

اوّل: بندوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے انعام و کرم کا علم کہ اس نے ہر قوم و امت کی ہدایت کے لئے ایک کتاب نازل فرمائی۔

دوم: شریعت سازی میں اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ کا علم کہ اس نے ہر قوم کے

Www.IslamicBooks.Website

لئے ان کے مناسب احوال کے مطابق شریعت بنائی، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا﴾ (المائدہ٥/ ٤٨)

"تم میں سے ہر ایک کے لیے ہم نے ایک دستور (شریعت) اور ایک راہ عمل مقرر کی۔"

سوم: اس بارے میں اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر۔

Www.IslamicBooks.Website

رسولوں پر ایمان

رسل "رسول" کی جمع ہے۔ اس کے معنی "مرسل" یعنی "پیغمبر" "مبعوث" اور "فرستادہ" کے ہیں جو کسی شے کو پہنچانے کیلئے بھیجا گیا ہو۔ یاد رہے کہ یہاں "رسل" سے مرد بشر میں سے وہ ہستیاں ہیں جن کی طرف بذریعہ وحی شریعت نازل کی گئی اور انہیں اس کی تبلیغ کا حکم بھی دیا گیا۔

سب سے پہلے رسول حضرت نوح علیہ السلام ' اور آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿ إِنَّآ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ كَمَآ أَوْحَيْنَآ إِلَىٰ نُوحٍ وَٱلنَّبِيِّـۧنَ مِنۢ بَعْدِهِۦ ﴾

(النساء٤/ ١٦٣)

"(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے آپ کی طرف اسی طرح وحی بھیجی جس طرح کہ نوح علیہ السلام اور ان کے بعد کے نبیوں کی طرف بھیجی تھی۔"

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّ النَّاسَ يَأْتُوْنَ إِلَي آدَمَ لِيَشْفَعَ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُ إِلَيْهِمْ وَيَقُوْلُ: ائْتُوْا نُوْحًا أَوَّلَ رَسُوْلٍ بَعَثَهُ اللهُ "وَذَكَرَ تَمَام

Www.IslamicBooks.Website

الْحَدِيْثِ " »(صحيح بخاري، كتاب التفسير، باب قول الله تعالى، وعلم آدم الاسماء كلها، ح:٤٤٧٦، ٦٥٦٥، ٧٤١٠، ٧٤٤٠)

یعنی "لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے تاکہ وہ ان کے لئے شفاعت کریں لیکن وہ عذر پیش کریں گے اور کہیں گے کہ آپ لوگ نوح علیہ السلام کے پاس جائیں جو پہلے رسول ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے۔ پھر انھوں نے پوری حدیث بیان کی۔"

اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿ مَّا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَآ أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ ٱللَّهِ وَخَاتَمَ ٱلنَّبِيِّـۧنَ ﴾ (الأحزاب٣٣/ ٤٠)

"(اے لوگو!) محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں' مگر وہ تو اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔"

کوئی بھی امت ایسی نہیں گزری جس کی طرف رسول یا نبی نہ آیا ہو بلکہ اللہ تعالیٰ نے یا تو کسی رسول کو اس کی اپنی قوم کی طرف مستقل شریعت کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے' یا پھر کسی نبی کو اس سے پہلے رسول کی شریعت کی تجدید کے لئے بذریعہ وحی احکام شریعت بھیجے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِى كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ ٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ وَٱجْتَنِبُوا۟ ٱلطَّٰغُوتَ ﴾ (النحل١٦/ ٣٦)

Www.IslamicBooks.Website

"اور ہم نے ہر امت میں رسول بھیجے ہیں کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور شیطان (کی پرستش) سے بچتے رہو۔"

ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے:

﴿ وَإِن مِّنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ ﴿٢٤﴾ ﴾ (الفاطر ۳۵/ ۲۴)

"اور کوئی امت ایسی نہیں ہوئی جس میں کوئی ڈرانے والا نہ گزرا ہو۔"

ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿ إِنَّآ أَنزَلْنَا ٱلتَّوْرَىٰةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ يَحْكُمُ بِهَا ٱلنَّبِيُّونَ ٱلَّذِينَ أَسْلَمُوا۟ لِلَّذِينَ هَادُوا۟ ﴾ (المائدہ ۵/ ۴۴)

"ہم نے تورات نازل کی جس میں ہدایت اور روشنی تھی' انبیاء جو کہ (اللہ تعالیٰ کے) فرمانبردار تھے' اس کے مطابق یہود کو حکم دیا کرتے تھے۔"

تمام رسول بشر اور مخلوق ہیں' ان میں سے کسی میں بھی ربوبیت اور الوہیت کی خصوصیات نہیں پائی جاتیں' حتی کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام رسولوں کے سردار اور اس کے نزدیک مرتبہ کے اعتبار سے سب سے بڑے ہیں' کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ قُل لَّآ أَمْلِكُ لِنَفْسِى نَفْعًا وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَآءَ ٱللَّهُ ۚ وَلَوْ كُنتُ أَعْلَمُ ٱلْغَيْبَ لَٱسْتَكْثَرْتُ مِنَ ٱلْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِىَ ٱلسُّوٓءُ ۚ إِنْ أَنَا۠ إِلَّا نَذِيرٌ وَبَشِيرٌ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿١٨٨﴾ ﴾ (الأعراف ۷/ ۱۸۸)

"آپ کہہ دیجئے کہ میں خود اپنی ذات خاص کے لئے کسی نفع و نقصان کا

Www.IslamicBooks.Website

اختیار نہیں رکھتا مگر وہ جو اللہ چاہے' اور اگر میں غیب کی باتیں جانتا ہوتا تو
بہت سی بھلائیاں حاصل کر لیتا' اور مجھ پر کبھی مصیبت لاحق نہ ہوتی' میں تو
محض ایمان داروں کو ڈرانے اور خوشخبری سنانے والا ہوں۔"

ایک اور جگہ یوں ارشاد ہوتا ہے:

﴿قُلْ إِنِّي لَآ أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا رَشَدًا ﴿٢١﴾ قُلْ إِنِّي لَن يُجِيرَنِي مِنَ
ٱللَّهِ أَحَدٌ وَلَنْ أَجِدَ مِن دُونِهِۦ مُلْتَحَدًا ﴿٢٢﴾﴾ (الجن ٧٢/ ٢١-٢٢)

"آپ کہہ دیجئے کہ میں تمہارے لیے نہ کسی نقصان کا حق رکھتا ہوں اور
نہ کسی بھلائی کا' آپ کہہ دیجئے کہ مجھے بھی اللہ سے کوئی نہیں بچا سکے گا۔
اور نہ ہی میں اس کے سوا کوئی جائے پناہ پا سکتا ہوں۔"

رسولوں کے ساتھ بھی تمام بشری خصوصیات' مثلاً: مرض' موت اور کھانے پینے کی حاجت وغیرہ لگی ہوئی تھیں' چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بشری اوصاف کا تذکرہ کرتے ہوئے اپنے رب تعالیٰ کے متعلق جو کچھ فرمایا تھا اس کی حکایت قرآن کریم میں یوں ذکر ہوئی ہے:

﴿وَٱلَّذِي هُوَ يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِ ﴿٧٩﴾ وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ
يَشْفِينِ ﴿٨٠﴾ وَٱلَّذِي يُمِيتُنِي ثُمَّ يُحْيِينِ ﴿٨١﴾﴾
(الشعراء ٢٦/ ٧٩-٨١)

"اور وہ مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے' اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہ مجھے شفا دیتا ہے اور وہی مجھے موت دے گا' پھر زندہ کرے گا۔"

Www.IslamicBooks.Website

اسی طرح نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

«إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ أَنْسَى كَمَا تَنْسَوْنَ، فَإِذَا نَسِيتُ فَذَكِّرُوْنِيْ»(صحيح بخاري، كتاب الصلاة، باب التوجه نحو القبلة حيث كان، ح: ٤٠١، ومسلم، كتاب المساجد، باب السهود في الصلوة، ح: ٥٧٢)

"میں تو تم جیسا ہی بشر ہوں جس طرح تم بھولتے ہو اسی طرح میں بھی بھولتا ہوں' پس جب میں بھول جاؤں تو مجھے یاد دلادیا کرو۔"

اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی عبودیت کے بلند مقامات سے نوازا ہے' چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے متعدد مقامات پر ان کی تعریف و ثنا بیان فرمائی ہے' مثال کے طور پر حضرت نوح علیہ السلام کے متعلق ارشاد ہوتا ہے:

﴿إِنَّهُۥ كَانَ عَبْدًا شَكُورًا ۝٣﴾ (الأسراء١٧/ ٣)

"بے شک وہ بڑے شکر گزار بندے تھے۔"

حضرت محمد ﷺ کے متعلق یوں ارشاد ہوتا ہے:

﴿تَبَارَكَ ٱلَّذِى نَزَّلَ ٱلْفُرْقَانَ عَلَىٰ عَبْدِهِۦ لِيَكُونَ لِلْعَٰلَمِينَ نَذِيرًا ۝١﴾ (الفرقان٢٥/ ١)

"بابرکت ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے پر فرقان (یعنی قرآن مجید) نازل فرمایا' تاکہ وہ تمام دنیا والوں کے لئے ڈرانے والا ہو۔"

اسی طرح حضرت ابراہیم' اسحاق اور یعقوب' علیہم السلام کے متعلق ارشاد ہوتا ہے:

Www.IslamicBooks.Website

﴿ وَاذْكُرْ عِبَٰدَنَآ إِبْرَٰهِيمَ وَإِسْحَٰقَ وَيَعْقُوبَ أُو۟لِى ٱلْأَيْدِى وَٱلْأَبْصَٰرِ ﴿٤٥﴾ إِنَّآ أَخْلَصْنَٰهُم بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى ٱلدَّارِ ﴿٤٦﴾ وَإِنَّهُمْ عِندَنَا لَمِنَ ٱلْمُصْطَفَيْنَ ٱلْأَخْيَارِ ﴿٤٧﴾ ﴾ (ص۳۸/ ۴۵-۴۷)

"اور ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب علیہم السلام کو یاد کیجئے جو ہاتھوں اور آنکھوں والے تھے، ہم نے ان کو ایک (صفت) خاص (آخرت کے) گھر کی یاد سے ممتاز کیا تھا اور وہ ہمارے نزدیک منتخب اور اچھے لوگوں میں سے تھے۔"

اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے متعلق ارشاد ہوتا ہے:

﴿ إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَٰهُ مَثَلًا لِّبَنِىٓ إِسْرَٰٓءِيلَ ﴿٥٩﴾ ﴾ (الزخرف۴۳/ ۵۹)

"وہ تو محض (اللہ کے) ایک بندہ تھے جن پر ہم نے فضل کیا' اور بنی اسرائیل کے لئے ان کو (اپنی قدرت کا ایک) نمونہ بنایا۔"

رسولوں پر ایمان چار امور کو شامل ہے

اوّل: اس بات پر ایمان کہ ان کی رسالت برحق اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے تھی، پس جس نے ان رسولوں میں سے کسی کی بھی رسالت کا انکار کیا' تو اس نے ان سب کا انکار کیا' جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے واضح ہے:

﴿ كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ ٱلْمُرْسَلِينَ ﴿١٠٥﴾ ﴾ (الشعراء۲۶/ ۱۰۵)

Www.IslamicBooks.Website

"قوم نوح نے رسولوں کو جھٹلایا۔"

غور کیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کو تمام رسولوں کو جھٹلانے والی قوم قرار دیا، حالانکہ جس وقت انہوں نے تکذیب کی تھی اس وقت تک حضرت نوح علیہ السلام کے سوا کوئی دوسرا رسول ان کے ہاں نہ آیا تھا۔ اسی طرح جن عیسائیوں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلایا اور ان کی پیروی نہیں کی، تو گویا انہوں نے حضرت عیسیٰ بن مریم کو بھی جھٹلایا اور وہ ان کی اتباع کرنے والوں میں سے بھی نہ رہے، کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان عیسائیوں کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی بشارت دی تھی۔ ان کو اس امر کی بشارت دیئے جانے کا مطلب اس کے سوا اور کچھ نہ تھا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف اللہ کے بھیجے ہوئے رسول ہوں گے، اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں ان لوگوں کو گمراہیوں سے محفوظ فرمائے گا اور انہیں سیدھی راہ دکھائے گا۔

دوم: ان رسولوں پر ایمان لانا جن کے نام ہمیں معلوم ہیں، مثلاً حضرت محمد، ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ اور نوح علیہم السلام یہ پانچ اولوالعزم رسول ہیں، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں دو مقامات پر ان کا تذکرہ فرمایا ہے، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

﴿ وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ ٱلنَّبِيِّـۧنَ مِيثَـٰقَهُمْ وَمِنكَ وَمِن نُّوحٍ وَإِبْرَٰهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَى ٱبْنِ مَرْيَمَ ﴾ (الأحزاب ۳۳/ ۷)

"اور جس وقت ہم نے نبیوں سے اقرار لیا، اور آپ سے بھی اور نوح،

Www.IslamicBooks.Website

ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ ابن مریم سے بھی۔"

مزید ارشاد الٰہی ہوتا ہے:

﴿ شَرَعَ لَكُم مِّنَ ٱلدِّينِ مَا وَصَّىٰ بِهِۦ نُوحًا وَٱلَّذِىٓ أَوۡحَيۡنَآ إِلَيۡكَ وَمَا وَصَّيۡنَا بِهِۦٓ إِبۡرَٰهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَىٰٓ أَنۡ أَقِيمُواْ ٱلدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُواْ فِيهِۚ ﴾ (الشوری ۴۲/ ۱۳)

"اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کے واسطے وہی دین مقرر کیا جس کا اس نے نوح کو حکم دیا تھا اور جس کو ہم نے آپ کی طرف بذریعہ وحی بھیجا ہے، اور جس کا ہم نے ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ کو حکم دیا تھا وہ یہ کہ دین کو قائم رکھنا اور اس میں تفرقہ نہ ڈالنا۔"

ان برگزیدہ رسولوں کے علاوہ جن انبیاء کرام کے اسمائے گرامی کا ہمیں علم نہیں ان پر بھی اجمالاً ایمان لانا ہم پر لازم ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَلَقَدۡ أَرۡسَلۡنَا رُسُلًا مِّن قَبۡلِكَ مِنۡهُم مَّن قَصَصۡنَا عَلَيۡكَ وَمِنۡهُم مَّن لَّمۡ نَقۡصُصۡ عَلَيۡكَۗ ﴾ (غافر ۴۰/ ۷۸)

"اور ہم نے آپ سے پہلے بہت سے رسول بھیجے ان میں کچھ تو ایسے ہیں جن کے حالات آپ پر بیان کر دیئے ہیں اور کچھ ایسے ہیں جن کے حالات بیان نہیں کئے۔"

سوم: ان کی جو اخبار صحت کے درجہ کو پہنچیں ان کی تصدیق کرنا۔

Www.IslamicBooks.Website

چہارم: ان رسولوں میں جو رسول ہمارے پاس تشریف لائے، ان کی شریعت پر عمل کرنا، اور بلاشبہ وہ خاتم الرسل حضرت محمد ﷺ ہیں جو تمام انسانوں کی طرف بھیجے گئے پیغمبر ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ﴿٦٥﴾ ﴾ (النساء٤/ ٦٥)

"پس قسم ہے آپ کے رب کی یہ لوگ کبھی مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے تنازعات میں آپ کو منصف نہ مان لیں، پھر جو فیصلہ آپ فرما دیں اس سے اپنے دلوں میں تنگی نہ پائیں اور اسے خوشی کے ساتھ تسلیم کرلیں۔"

رسولوں پر ایمان کے ثمرات

اوّل: بندوں پر اللہ تعالیٰ کی عنایت و رحمت کا علم، کہ اس نے اپنے بندوں کی طرف اپنے رسولوں کو محض اس لئے بھیجا کہ وہ انہیں اللہ تعالیٰ کے راستے کی طرف رہنمائی، اور اس کی عبادت کرنے کا طریقہ بیان کریں، کیونکہ صرف عقل انسانی کے ذریعہ ان چیزوں کی معرفت ناممکن ہے۔

دوم: اس بڑی نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر کرنا۔

Www.IslamicBooks.Website

سوم: تمام رسل، علیہم السلام، کے شایان شان ان کی تعظیم، محبت اور ثنا کرنا کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے (برگزیدہ) رسول ہیں، نیز اسلئے بھی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے عبادت گزار ہوئے اس کی رسالت کی تبلیغ کی اور اسکے بندوں کو نصیحت فرمائی۔

منکرین رسالت کا نظریہ اور اس کا رد

معاندین نے اس دعوے سے اپنے رسولوں کو جھٹلایا کہ بشر اللہ تعالیٰ کے رسول نہیں ہو سکتے! قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ان کے اس زعم کا تذکرہ کرتے ہوئے یوں رد فرمایا ہے:

﴿ وَمَا مَنَعَ ٱلنَّاسَ أَن يُؤْمِنُوٓاْ إِذْ جَآءَهُمُ ٱلْهُدَىٰٓ إِلَّآ أَن قَالُوٓاْ أَبَعَثَ ٱللَّهُ بَشَرًا رَّسُولًا ﴿٩٤﴾ قُل لَّوْ كَانَ فِى ٱلْأَرْضِ مَلَٰٓئِكَةٌ يَمْشُونَ مُطْمَئِنِّينَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِم مِّنَ ٱلسَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُولًا ﴿٩٥﴾ ﴾ (الأسراء۱۷/ ۹۴_۹۵)

"اور جس وقت لوگوں کے پاس ہدایت آگئی تو اس پر ایمان لانے سے ان کو کسی چیز نے نہیں روکا، مگر ان کے اسی قول نے کہ کیا اللہ نے بشر کو پیغمبر بنا کہ بھیج دیا؟ آپ فرما دیجئے کہ اگر زمین پر فرشتے ہوتے (کہ اس میں) چلتے پھرتے (اور) آرام کرتے تو البتہ ہم ان پر آسمان سے فرشتے کو رسول بنا کر بھیجتے۔"

اس گمان کا رد کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ چونکہ اہل الارض (یعنی زمین کے باشندے) بشر ہیں، اور رسول انہیں کی طرف بھیجے گئے ہیں، لہذا

Www.IslamicBooks.Website

ان رسولوں کا بشر ہونا ضروری ہے اور اگر زمین کے باشندے فرشتے ہوتے تو اللہ تعالیٰ یقیناً ان پر آسمان سے کسی فرشتے کو ہی رسول بنا کر نازل فرماتے تاکہ وہ ان جیسا ہی ہو' قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے رسولوں کو جھٹلانے والوں کا قول یوں نقل فرمایا ہے:

﴿إِنْ أَنتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا تُرِيدُونَ أَن تَصُدُّونَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ ءَابَآؤُنَا فَأْتُونَا بِسُلْطَٰنٍ مُّبِينٍ ﴿١٠﴾ قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ إِن نَّحْنُ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلَٰكِنَّ ٱللَّهَ يَمُنُّ عَلَىٰ مَن يَشَآءُ مِنْ عِبَادِهِۦ ۖ وَمَا كَانَ لَنَآ أَن نَّأْتِيَكُم بِسُلْطَٰنٍ إِلَّا بِإِذْنِ ٱللَّهِ ۚ﴾

(إبراهيم ١٤/ ١٠-١١)

"تم محض ہم جیسے آدمی ہو تم یوں چاہتے ہو کہ جن چیزوں کو ہمارے آباء و اجداد پوجتے تھے ان سے ہم کو روک دو' سو کوئی واضح دلیل لاؤ رسولوں نے ان سے کہا کہ ہم بھی تمہارے جیسے آدمی ہی ہیں لیکن اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے (نبوت کا) احسان فرتا ہے اور یہ ہمارے اختیار میں نہیں کہ اللہ کے حکم کے بغیر تمہارے پاس کوئی دلیل لے آئیں۔"

Www.IslamicBooks.Website

یوم آخرت پر ایمان

"یوم آخرت" سے مراد روز قیامت ہے جب لوگوں کو ان کے اعمال کے حساب اور جزاء کے لئے دوبارہ اٹھایا جائے گا۔ اس دن کا نام "یوم آخرت" اس لئے ہے کہ اس کے بعد کوئی دوسرا دن نہ ہو گا' کیونکہ تمام اہل جنت اور اہل جہنم اپنے اپنے ٹھکانوں میں قرار پا چکے ہوں گے۔

آخرت کے دن پر ایمان تین امور پر مشتمل ہے

اوّل: دوبارہ اٹھائے جانے پر ایمان لانا۔

دوبارہ اٹھائے جانے سے مراد دوسری بار صور پھونکتے وقت مردوں کو زندہ کرنا ہے' چنانچہ تمام لوگ بغیر جوتوں کے ننگے پاؤں' بغیر لباس کے ننگے جسم' اور بغیر ختنوں کے اللہ رب العالمین کے حضور کھڑے ہو جائیں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ كَمَا بَدَأْنَآ أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهُۥ وَعْدًا عَلَيْنَآ إِنَّا كُنَّا فَٰعِلِينَ ﴿١٠٤﴾ ﴾ (الأنبياء٢١/ ١٠٤)

"جس طرح ہم نے (کائنات کو) کو پہلی بار پیدا کیا تھا' اسی طرح دوبارہ پیدا

Www.IslamicBooks.Website

کریں گے' یہ وعدہ (جس کا پورا ہونا) ہم پر (لازم ہے) ہم (ایسا) ضرور کریں گے۔"

دوبارہ اٹھایا جانا حق اور ثابت ہے' کتاب اللہ' سنت رسول اور اجماع مسلمین سب اس کے ثبوت پر دلالت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ ثُمَّ إِنَّكُم بَعْدَ ذَٰلِكَ لَمَيِّتُونَ ۝١٥ ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ تُبْعَثُونَ ۝١٦ ﴾ (المؤمنون ٢٣/ ١٥-١٦)

"پھر تم اس کے بعد ضرور ہی مرو گے' پھر تم قیامت کے روز دوبارہ زندہ کیے جاؤ گے۔"

اور نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

«يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حُفَاةً غُرْلاً»(صحيح بخاري، كتاب الرقاق، باب الحشر، ح: ٦٥٢٧، ومسلم، كتاب الجنة ونعيمها، باب فناء الدنيا، وبيان الحشر يوم القيامة، ح: ٢٨٥٩ واللفظ له)

یعنی "قیامت کے دن لوگوں کو ننگے پاؤں اور بغیر ختنے کے جمع کیا جائے گا۔"

اس کے اثبات پر مسلمانوں کا اجماع ہے' اور حکمت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی اس مخلوق کو دوبارہ زندہ کرے اور اپنے رسولوں کے ذریعے جو اس نے ان پر فرائض عائد کیے تھے' ان کی انہیں جزاء دے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَٰكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا

Www.IslamicBooks.Website

تُرْجَعُونَ ﴿١١٥﴾ (المؤمنون٢٣/ ١١٥)

"کیا تم یہ خیال رکھتے ہو کہ ہم نے تم کو بے فائدہ پیدا کر دیا ہے' اور یہ کہ تم ہمارے پاس لوٹ کر نہ آؤ گے۔"

اور اپنے پیغمبر ﷺ سے فرمایا:

﴿ إِنَّ ٱلَّذِى فَرَضَ عَلَيْكَ ٱلْقُرْءَانَ لَرَآدُّكَ إِلَىٰ مَعَادٍ ﴾

(القصص٢٨/ ٨٥)

"(اے پیغمبر) جس اللہ نے آپ پر قرآن (کے احکام) کو فرض کیا ہے وہ آپ کو باز گشت کی جگہ کی طرف لوٹانے والا ہے۔"

دوم: حساب و جزاء پر ایمان لانا' یعنی بندہ کے تمام اعمال کا حساب ہو گا اور اس کے مطابق اسے پورا بدلہ دیا جائے گا اور اسکے ثبوت پر بھی کتاب' سنت اور اجماع مسلمین سب دلالت کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ إِنَّ إِلَيْنَآ إِيَابَهُمْ ﴿٢٥﴾ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُم ﴿٢٦﴾ ﴾

(الغاشیة٨٨/ ٢٥-٢٦)

"بے شک ان کو آخر ہمارے پاس ہی آنا ہے' پھر بے شک ان سے حساب لینا ہمارے ذمہ ہے۔"

ایک اور مقام پر یوں ارشاد ہوا:

Www.IslamicBooks.Website

﴿ مَن جَآءَ بِٱلۡحَسَنَةِ فَلَهُۥ عَشۡرُ أَمۡثَالِهَاۖ وَمَن جَآءَ بِٱلسَّيِّئَةِ فَلَا يُجۡزَىٰٓ إِلَّا مِثۡلَهَا وَهُمۡ لَا يُظۡلَمُونَ ﴿١٦٠﴾ ﴾ (الأنعام٦/ ١٦٠)

"جو شخص قیامت کے دن ایک نیکی لائے گا تو اس کو اس جیسی دس نیکیوں کا ثواب ملے گا' اور جو کوئی ایک بدی لائے گا تو وہ اسی کے برابر سزا پائے گا' اور ان لوگوں پر ظلم نہ ہو گا۔"

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَنَضَعُ ٱلۡمَوَٰزِينَ ٱلۡقِسۡطَ لِيَوۡمِ ٱلۡقِيَٰمَةِ فَلَا تُظۡلَمُ نَفۡسٞ شَيۡـٔٗاۖ وَإِن كَانَ مِثۡقَالَ حَبَّةٖ مِّنۡ خَرۡدَلٍ أَتَيۡنَا بِهَاۗ وَكَفَىٰ بِنَا حَٰسِبِينَ ﴿٤٧﴾ ﴾ (الأنبياء٢١/ ٤٧)

"اور قیامت کے روز ہم انصاف کا ترازو رکھیں گے' سو کسی جان پر ایک ذرہ برابر بھی ظلم نہ ہو گا' اور اگر رائی کے دانہ کے برابر بھی کسی کا عمل ہو گا تو ہم اسے لے آئیں گے اور ہم حساب لینے کے لئے کافی ہیں۔"

نیز حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"قیامت کے روز اللہ تعالیٰ مومن شخص کو اپنے قریب بلا کر اپنے پردے سے ڈھانپ لے گا اور اس سے پوچھے گا کہ کیا تو یہ اور یہ گناہ جانتا ہے؟ وہ جواب دے گا' ہاں' اے میرے رب! یہاں تک کہ جب وہ اپنے گناہوں کے اقرار کے بعد یہ سمجھ لے گا کہ وہ تو تباہ و برباد ہو گیا ہے تو اللہ فرمائے گا: تو نے دنیا میں اپنے آپ پر ان گناہوں کی پردہ پوشی کی تھی' آج میں تمہارے ان

Www.IslamicBooks.Website

گناہوں کو معاف کرتا ہوں' چنانچہ اس کو اس کی نیکیوں کا اعمال نامہ دے دیا جائے گا' لیکن کفار اور منافقین کو علی الاعلان تمام مخلوق کے سامنے بلا کر یہ کہا جائے جائے گا (یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کو جھٹلایا' خبردار ظالموں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے؟)" [1]

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح طور پر ثابت ہے کہ:

«إِنَّ مَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللهُ عِنْدَهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ إِلَي سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ إِلَي أَضْعَافٍ كَثِيْرَةٍ، وَإِنَّ مَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللهُ سَيِّئَةً وَاحِدَةً» (صحيح بخاري، كتاب الرقاق، باب من هم بحسنة أو بسيئة، ح:٦٤٩١، وصحيح مسلم، كتاب الايمان، باب إذ هم العبد بحسنة كتبت . . .، ح:١٢٨، ١٢٩، ١٣١)

"جس کسی نے نیکی کا ارادہ کرنے کے بعد اس پر عمل کیا تو اللہ تعالیٰ اس ایک نیکی کو اپنے ہاں دس گنا سے سات سو گنا بلکہ اس سے بھی زیادہ دوچند نیکیاں لکھ دیتا ہے' اور جب کوئی کسی بدی کا ارادہ کر کے اس پر عمل بھی کر گزرے' تو اللہ تعالیٰ اپنے ہاں (اس کے نامہ اعمال میں) صرف ایک ہی بدی لکھتا ہے۔"

---

[1] صحیح بخاری' کتاب المظالم' باب قول الله تعالى الا لعنة الله---' ح: (۲۴۴۱)

Www.IslamicBooks.Website

قیامت کے روز تمام انسانی اعمال کے حساب و کتاب اور ان کی جزاء و سزا کے اثبات پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے' اور حکمت کا تقاضا بھی یہی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کتابیں نازل کیں' رسول بھیجے جو احکام شریعت وہ لائے تھے انہیں قبول کرنا اور ان میں سے جن احکام پر عمل کرنا واجب تھا ان پر عمل کرنا بندوں پر فرض کیا جو لوگ اس کی شریعت کے مخالف' ان کے ساتھ قتال کو واجب قرار دیا' ان کے خون' ان کی اولاد' ان کی عورتوں اور ان کے مالوں کو حلال قرار دیا۔ تو اگر ان تمام اعمال کا حساب کتاب ہی نہ ہو اور نہ ہی ان کے مطابق جزاء و سزا دی جائے تو یہ تمام احکام بے کار اور مہمل قرار پاتے ہیں حالانکہ جہانوں کا پروردگار تو ہر عبث چیز سے منزہ ہے۔ چنانچہ اس کی طرف اللہ تعالیٰ نے یوں اشارہ فرمایا ہے:

﴿ فَلَنَسْـَٔلَنَّ ٱلَّذِينَ أُرْسِلَ إِلَيْهِمْ وَلَنَسْـَٔلَنَّ ٱلْمُرْسَلِينَ ۝٦ فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِم بِعِلْمٍ ۖ وَمَا كُنَّا غَآئِبِينَ ۝٧ ﴾ (الأعراف ٧/ ٦-٧)

"پھر ہم ان لوگوں سے ضرور پوچھیں گے جن کے پاس رسول بھیجے گئے تھے' اور ہم رسولوں سے (بھی) ضرور پوچھیں گے' پھر ہم ان کو اپنے علم (گزری سے چیزوں کے) سے احوال سنائیں گے' اور ہم کہیں غائب (یعنی بے خبر) نہ تھے۔"

سوم: جنت اور جہنم پر ایمان لانا' یعنی یہ دونوں مخلوق کے ابدی ٹھکانے ہیں سو

Www.IslamicBooks.Website

جنت نعمتوں کا گھر ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تقویٰ اختیار کرنے والے ان مومنوں کے لئے بنایا ہے جو ان چیزوں پر ایمان لائے جن پر ایمان لانا اللہ تعالیٰ نے ان پر واجب ٹھہرایا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کی' اور اللہ تعالیٰ کے لئے مخلص اور اس کے رسول کے پیروکار ٹھہرے۔ ان کے لئے جنت میں طرح طرح کی نعمتیں ہیں ایک حدیث میں ہے کہ:

«مَا لاَ عَيْنٌ رَأَتْ وَلاَ أُذُنٌ سَمِعْتَ وَلاَ خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ»(صحيح بخاري، كتاب بدء الخلق، باب ما جاء في صفة الجنة وانها مخلوقة، ح: ٣٢٤٤)

"جسے نہ تو کسی آنکھ نے دیکھا' نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل میں اس کا خیال تک گزرا۔"

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ إِنَّ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَعَمِلُواْ ٱلصَّٰلِحَٰتِ أُوْلَٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ ٱلْبَرِيَّةِ ۝٧ جَزَآؤُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ جَنَّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا ٱلْأَنْهَٰرُ خَٰلِدِينَ فِيهَآ أَبَدًا رَّضِيَ ٱللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُواْ عَنْهُ ذَٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُۥ ۝٨ ﴾ (البينة٩٨/ ٧-٨)

"بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور بھلے کام کرتے رہے وہ سب مخلوقات سے بہترین ہیں' ان کا صلہ ان کے رب کے ہاں دائمی قیام کی جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں

Www.IslamicBooks.Website

گے۔ اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی یہ اس شخص کے لئے ہے جو اپنے رب سے ڈرتا رہا۔"

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد یوں ہوتا ہے:

﴿ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ ﴿١٧﴾ ﴾ (السجدة ٣٢/ ١٧)

"کوئی شخص نہیں جانتا جو کچھ ہم نے ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک ان کے لئے پوشیدہ کر رکھی گئی ہے' یہ ان کے اعمال (صالحہ) کا صلہ ہے جو وہ کرتے تھے۔"

اور "جہنم" عذاب کا گھر ہے' اسے اللہ تعالیٰ نے ان ظالم کافروں کے لئے بنایا ہے جنہوں نے اس کے ساتھ کفر کیا اور اس کے رسولوں کی نافرمانی کی۔ جہنم میں طرح طرح کا عذاب اور سامان عبرت ہے' کوئی دل ان ہولناکیوں کا تصور بھی نہیں کر سکتا' اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَٱتَّقُوا۟ ٱلنَّارَ ٱلَّتِيٓ أُعِدَّتْ لِلْكَـٰفِرِينَ ﴿١٣١﴾ ﴾ (آل عمران ٣/ ١٣١)

"اور اس آگ سے بچو جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔"

اور ایک جگہ یوں فرمایا:

﴿ إِنَّآ أَعْتَدْنَا لِلظَّـٰلِمِينَ نَارًا أَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ۚ وَإِن يَسْتَغِيثُوا۟ يُغَاثُوا۟ بِمَآءٍ كَٱلْمُهْلِ يَشْوِى ٱلْوُجُوهَ ۚ بِئْسَ ٱلشَّرَابُ وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا ﴿٢٩﴾ ﴾ (الكهف ١٨/ ٢٩)

Www.IslamicBooks.Website

"بے شک ہم نے ظالموں کے لئے آگ تیار کر رکھی ہے جس کی قناتیں ان کو گھیرے ہوئے ہوں گی' اور اگر وہ فریاد کریں گے تو ایسے پانی سے ان کی فریاد رسی ہو گی جو تیل کی تلچھٹ کی مانند ہو گا اور چہروں کو بھون ڈالے گا' (ان کے پینے کا) پانی بھی برا اور آرام گاہ بھی بری۔"

اور ایک مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّ ٱللَّهَ لَعَنَ ٱلْكَـٰفِرِينَ وَأَعَدَّ لَهُمْ سَعِيرًا ﴿٦٤﴾ خَـٰلِدِينَ فِيهَآ أَبَدًا ۖ لَّا يَجِدُونَ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ﴿٦٥﴾ يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِى ٱلنَّارِ يَقُولُونَ يَـٰلَيْتَنَآ أَطَعْنَا ٱللَّهَ وَأَطَعْنَا ٱلرَّسُولَا۠ ﴿٦٦﴾ ﴾

(الأحزاب ٣٣/ ٦٤-٦٦)

"بے شک اللہ نے کافروں کو اپنی رحمت سے دور کر دیا ہے اور ان کے لئے بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے' نہ کوئی حمایتی پائیں گے اور نہ مددگار۔ جس دن ان کے چہرے جہنم میں الٹائے جائیں گے تو یوں کہیں گے اے کاش ہم نے اللہ کی فرمانبرداری اور رسول کی اطاعت کی ہوتی۔"

موت کے بعد پیش آنے والی تمام کیفیات پر ایمان یوم آخرت پر ایمان کو شامل ہے' مثلاً:

۱ فتنہء قبر یعنی تدفین کے بعد میت سے اس کے رب' اس کے دین اور اس کے نبی کے متعلق سوال کیا جانا' تو اہل ایمان کو اللہ

Www.IslamicBooks.Website

تعالیٰ صحیح اور مضبوط بات کے ساتھ ثابت قدم رکھے گا' چنانچہ فوت ہونے والا جواب دے گا کہ "میرا رب اللہ ہے' میرا دین اسلام اور محمد ﷺ میرے نبی ہیں۔" اس کے برعکس ظالموں کو اللہ تعالیٰ گمراہ کر دے گا' چنانچہ کافر کہے گا۔ "افسوس ہائے افسوس میں کچھ نہیں جانتا" اور منافق یا دین میں شک کرنے والا "میں نہیں جانتا' میں نے لوگوں کو کچھ کہتے ہوئے تو میں نے بھی کہہ دیا۔"

۲ قبر کا عذاب اور اس کی نعمتیں

ظالم' منافق اور کافر کے لئے "عذاب قبر" مقرر ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَلَوْ تَرَىٰٓ إِذِ ٱلظَّـٰلِمُونَ فِى غَمَرَٰتِ ٱلْمَوْتِ وَٱلْمَلَـٰٓئِكَةُ بَاسِطُوٓا۟ أَيْدِيهِمْ أَخْرِجُوٓا۟ أَنفُسَكُمُ ۖ ٱلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ ٱلْهُونِ بِمَا كُنتُمْ تَقُولُونَ عَلَى ٱللَّهِ غَيْرَ ٱلْحَقِّ وَكُنتُمْ عَنْ ءَايَـٰتِهِۦ تَسْتَكْبِرُونَ ﴿٩٣﴾﴾

(الأنعام٦/ ٩٣)

"اور اگر آپ اس وقت کو دیکھیں جب ظالم لوگ موت کی سختیوں میں ہوں گے' اور فرشتے اپنے ہاتھ بڑھا رہے ہوں گے کہ نکالو اپنی جانیں' آج تم کو ذلت کا عذاب دیا جائے گا اس وجہ سے کہ تم اللہ پر جھوٹی باتیں کہتے اور اس کی آیتوں سے تکبر کرتے تھے۔"

اور آل فرعون کے متعلق ارشاد ہوتا ہے:

﴿ٱلنَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا ۖ وَيَوْمَ تَقُومُ ٱلسَّاعَةُ

Www.IslamicBooks.Website

أَدْخِلُوٓاْ ءَالَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ ٱلْعَذَابِ ﴿٤٦﴾ (غافر ٤٠/ ٤٦)

"جہنم کی آگ کہ جس پر وہ لوگ صبح و شام پیش کئے جاتے ہیں اور جس روز قیامت قائم ہو گی (حکم ہو گا کہ) داخل کرو آل فرعون کو سخت سے سخت عذاب میں۔"

اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اگر میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں کہ تمہیں عذاب قبر میں سے وہ سنا دے جو کہ میں نے سنا ہے تو تم (ایک دوسرے کو) ہرگز دفن نہ کرو گے۔ پھر آپ نے فرمایا عذاب جہنم سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو' صحابہ نے کہا' ہم جہنم کے عذاب سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں آپ نے فرمایا تم ظاہری اور پوشیدہ تمام آزمائشوں سے اللہ کی پناہ مانگو صحابہ نے کہا' ہم ظاہری اور باطنی تمام فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں آپ نے فرمایا فتنہ دجال سے اللہ کی پناہ مانگو' صحابہ نے کہا' ہم فتنہ دجال سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔" [1]

جہاں تک "قبر کی نعمتوں" کا تعلق ہے تو یہ صرف سچے مومنوں کے لئے مقرر ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

---

[1] صحیح مسلم' کتاب الجنة و نعیمها' باب عرض مقعد المیت من الجنة والنار علیه' و اثبات عذاب القبر' والتعوذ منه' ح: ٢٨٦٧۔

Www.IslamicBooks.Website

﴿ إِنَّ ٱلَّذِينَ قَالُواْ رَبُّنَا ٱللَّهُ ثُمَّ ٱسۡتَقَٰمُواْ تَتَنَزَّلُ عَلَيۡهِمُ ٱلۡمَلَٰٓئِكَةُ أَلَّا تَخَافُواْ وَلَا تَحۡزَنُواْ وَأَبۡشِرُواْ بِٱلۡجَنَّةِ ٱلَّتِي كُنتُمۡ تُوعَدُونَ ﴿٣٠﴾ ﴾ (فصلت٤١/ ٣٠)

"یقیناً جنہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے' پھر اسی پر قائم رہے ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم مت ڈرو اور نہ غم کرو' اور خوشخبری سنو اس جنت کی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔"

ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے:

﴿ فَلَوۡلَآ إِذَا بَلَغَتِ ٱلۡحُلۡقُومَ ﴿٨٣﴾ وَأَنتُمۡ حِينَئِذٖ تَنظُرُونَ ﴿٨٤﴾ وَنَحۡنُ أَقۡرَبُ إِلَيۡهِ مِنكُمۡ وَلَٰكِن لَّا تُبۡصِرُونَ ﴿٨٥﴾ فَلَوۡلَآ إِن كُنتُمۡ غَيۡرَ مَدِينِينَ ﴿٨٦﴾ تَرۡجِعُونَهَآ إِن كُنتُمۡ صَٰدِقِينَ ﴿٨٧﴾ فَأَمَّآ إِن كَانَ مِنَ ٱلۡمُقَرَّبِينَ ﴿٨٨﴾ فَرَوۡحٞ وَرَيۡحَانٞ وَجَنَّتُ نَعِيمٖ ﴿٨٩﴾ ﴾

(الواقعة٥٦/ ٨٣-٨٩)

"پھر کیوں نہیں کہ جس وقت روح حلق تک آ پہنچی ہے اور تم اس وقت دیکھ رہے ہوتے ہو اور ہم تم سے زیادہ اس کے قریب ہوتے ہیں لیکن تم نہیں دیکھ سکتے۔ پھر اگر تم کسی کے حکم میں نہیں ہو۔ تو اگر تم سچے ہو تو اس روح کو کیوں نہیں لوٹا لیتے' پھر اگر وہ مردہ مقربین میں سے ہے تو اس کے لئے راحت ہے خوشبودار پھول اور نعمت کے باغ ہیں۔"

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ایک طویل حدیث میں ہے کہ نبی

Www.IslamicBooks.Website

ﷺ نے مومن کے متعلق فرمایا کہ جب وہ اپنی قبر میں فرشتوں کے سوال کا جواب دے چکے گا تو:

«يُنَادِيْ مُنَادٍ مِّنَ السَّمَاءِ أَنْ صَدَقَ عَبْدِيْ فَأَفْرِشُوْهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَأَلْبِسُوْهُ مِنْ الْجَنَّةِ وَافْتَحُوْا لَهُ بَابًا إِلَي الْجَنَّةِ، قَالَ فَيَأْتِيْهِ مِنْ رَوْحِهَا وَطِيْبِهَا وَيُفْسَحُ لَهُ فِيْ قَبْرِهِ مَدَّ بَصَرِهِ»(مسند احمد، ٤/ ٢٨٧، سنن أبي داؤد، كتاب السنة، باب المسالة في القبر وعذاب القبر، ح:٤٧٥٣)

"تو آسمان سے ایک پکارنے والا پکارے گا کہ سچ کہا میرے بندہ نے، پس اس کے لیے جنت کا فرش بچھاؤ، اور اس کو جنت کا لباس پہناؤ، اور اس کے لیے جنت کی طرف دروازہ کھول دو، چنانچہ اس کے پاس جنت کی ہوا اور خوشبو آنے لگے گی۔ اور اس کی قبر جہاں تک نگاہ جائے گی کشادہ کر دی جائے گی۔"

یوم آخرت پر ایمان کے ثمرات

اوّل: اس دن کے اجر و ثواب کی امید و طلب میں اطاعت و فرمانبرداری کی طرف رغبت اور اس کی حرص۔

دوم: اس دن عذاب سے بچنے کیلئے نافرمانی سے بے تعلق اور بے زار ہونا۔

سوم: آخرت کی نعمتوں اور ثواب کی امید پر مومنوں کے لئے دنیاوی نعمتوں

Www.IslamicBooks.Website

سے محرومی پر تسلی۔

دوبارہ اٹھائے جانے کے منکروں کا نظریہ اور اس کا رد

کافروں نے موت کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے کا انکار کیا ہے' ان کا خیال ہے کہ موت کے بعد دوبارہ زندہ کیا جانا ناممکن ہے لیکن یہ زعم قطعاً باطل ہے' شریعت' حس اور عقل اس کے بطلان پر دلالت کرتی ہیں۔

شرعی نصوص سے منکرین بعث کا رد اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿زَعَمَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوٓا۟ أَن لَّن يُبْعَثُوا۟ ۚ قُلْ بَلَىٰ وَرَبِّى لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ۚ وَذَٰلِكَ عَلَى ٱللَّهِ يَسِيرٌ ﴿٧﴾﴾ (التغابن ٦٤/ ٧)

''کافر یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ دوبارہ ہرگز زندہ نہ کئے جائیں گے' آپ کہہ دیجئے کیوں نہیں قسم ہے میرے رب کی' تم دوبارہ ضرور زندہ کئے جاؤ گے' پھر جو کچھ تم نے کیا ہے تم کو سب بتلا دیا جائے گا' اور یہ موت کے دوبارہ اٹھانا اللہ تعالیٰ کے لئے بالکل آسان ہے۔''

نیز تمام کتب سماویہ اس امر پر متفق ہیں۔

حسی دلیل سے منکرین بعث کا رد اللہ تعالیٰ نے اسی دنیا میں مردوں کو دوبارہ زندگی بخش کر اپنے بندوں کو

Www.IslamicBooks.Website

اس چیز کا مشاہدہ کروا دیا ہے، چنانچہ سورۃ البقرۃ ہی میں اس کی پانچ مثالیں مذکور ہیں، جو کہ درج ذیل ہیں:

پہلی مثال قوم موسیٰ نے جب ان سے کہا کہ اے موسیٰ! ہم (تیری رسالت کا) ہرگز یقین نہ کریں گے جب تک کہ اللہ کو اپنے سامنے نہ دیکھ لیں، پس اللہ تعالیٰ نے اس کو مار ڈالا، پھر ان کو دوبارہ زندگی بخشی۔ چنانچہ اسی واقعہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ وَإِذْ قُلْتُمْ يَٰمُوسَىٰ لَن نُّؤْمِنَ لَكَ حَتَّىٰ نَرَى ٱللَّهَ جَهْرَةً فَأَخَذَتْكُمُ ٱلصَّٰعِقَةُ وَأَنتُمْ تَنظُرُونَ ﴿٥٥﴾ ثُمَّ بَعَثْنَٰكُم مِّنۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿٥٦﴾ ﴾ (البقرۃ ۲/ ۵۵۔۵۶)

"اور جب تم نے (موسیٰ سے) کہا کہ اے موسی جب تک ہم اللہ تعالیٰ کو سامنے نہ دیکھ لیں گے تم پر ایمان نہ لائیں گے۔ پھر تم کو بجلی نے پکڑ لیا اور تم دیکھ رہے تھے، پھر ہم نے تمہیں موت کے بعد از سر نو زندہ کر دیا تاکہ تم شکر گزار بنو۔"

دوسری مثال اس "مقتول" کی ہے جس کے ناحق مارے جانے کی ذمہ داری بنی اسرائیل میں سے کسی نے قبول نہ کی، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں گائے ذبح کرنے اور اس کے ایک ٹکڑے کو میت پر مارنے کا حکم دیا تاکہ وہ انہیں اپنے قاتل کی خبر دے۔ اس قصہ کو اللہ تعالیٰ نے یوں بیان

Www.IslamicBooks.Website

فرمایا ہے:

﴿ وَإِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادَّارَءْتُمْ فِيهَا ۖ وَاللَّهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنتُمْ تَكْتُمُونَ ﴿٧٢﴾ فَقُلْنَا اضْرِبُوهُ بِبَعْضِهَا ۚ كَذَٰلِكَ يُحْيِي اللَّهُ الْمَوْتَىٰ وَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿٧٣﴾ ﴾ (البقرۃ٢/ ٧٢-٧٣)

"اور جب تم نے ایک شخص کو مار ڈالا پھر تم اس میں باہم جھگڑنے لگے، اور جو بات تم چھپاتے تھے اللہ تعالیٰ اس کو ظاہر کرنے والا تھا۔ پھر ہم نے کہا: اس مردے پر اس گائے کا کوئی ایک ٹکڑا مار۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ مردوں کو زندہ کرتا ہے۔ اور تم کو اپنی قدرت کے نمونے دکھاتا ہے تاکہ تم عقل سے کام لو۔"

تیسری مثال اس قصہ کی ہے جس میں بنی اسرائیل کی کئی ہزار افراد پر مشتمل ایک قوم موت کے خوف سے اپنی بستیوں کو چھوڑ کر بھاگ کھڑی ہوئی تھی، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے (ان پر یہ واضح کرنے کے لئے کہ موت سے کسی کو فرار حاصل نہیں ہے) ان سب کو موت کو نیند سلا دیا، پھر ان کو زندہ فرمایا۔ اس واقعہ کا تذکرہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا ہے:

﴿ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ خَرَجُوا مِن دِيَارِهِمْ وَهُمْ أُلُوفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهُمُ اللَّهُ مُوتُوا ثُمَّ أَحْيَاهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ ﴿٢٤٣﴾ ﴾ (البقرۃ٢/ ٢٤٣)

Www.IslamicBooks.Website

"کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو موت کے ڈر سے اپنے گھروں سے بھاگ نکلے تھے' اور وہ ہزاروں (کی تعداد) میں تھے' پھر اللہ نے ان کو حکم دیا مر جاؤ' پھر ان کو زندہ کیا' بے شک اللہ تعالیٰ لوگوں پر فضل کرنے والا ہے لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔"

چوتھی مثال اس قصہ کی ہے جس میں ایک شخص کا گزر کسی ویران اور تباہ شدہ بستی پر سے ہوا' بستی کی حالت دیکھ کر اسے یہ حیرت ہوئی کہ اللہ تعالیٰ اس بستی والوں کو (روز قیامت) کس طرح زندہ فرمائے گا؟ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کی روح بھی قبض کر لی' اور سو سال تک مردہ رکھا' پھر اس کو زندہ فرمایا۔ قرآن کریم میں اس واقعہ کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا:

﴿ أَوْ كَالَّذِي مَرَّ عَلَىٰ قَرْيَةٍ وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا قَالَ أَنَّىٰ يُحْيِي هَٰذِهِ اللَّهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۖ فَأَمَاتَهُ اللَّهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهُ ۖ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ۖ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۖ قَالَ بَل لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانظُرْ إِلَىٰ طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ ۖ وَانظُرْ إِلَىٰ حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ آيَةً لِّلنَّاسِ ۖ وَانظُرْ إِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوهَا لَحْمًا ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ قَالَ أَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٢٥٩﴾ ﴾ (البقرة ۲/ ۲۵۹)

"کیا تو نے اس شخص کو نہیں دیکھا جو ایک بستی پر سے گزرا جس کے چھت گرے پڑے تھے۔ بولا' اللہ اس بستی والوں کو موت کے بعد کس

Www.IslamicBooks.Website

طرح زندہ کرے گا؟ پھر اللہ نے اس کو سو برس مردہ رکھا' پھر اٹھایا اور اس سے پوچھا کہ تو کتنی دیر یہاں رہا؟ بولا ایک دن یا اس سے بھی کچھ کم' اللہ نے فرمایا نہیں بلکہ تو سو برس فوت رہا' پس اپنے کھانے پینے کو دیکھ کہ بگڑا تک نہیں۔ اور اپنے گدھے کو دیکھ' اور ہم نے لوگوں کے واسطے تجھے (اپنی قدرت کا ایک) نمونہ بنانا چاہا' اور ہڈیوں کی طرف دیکھ کہ ہم کس طرح ان کو ابھار کر جوڑ دیتے ہیں' پھر ان پر (کس طرح) گوشت پوست چڑھا دیتے ہیں۔ پس جب اس پر یہ سب کچھ ظاہر ہوا تو پکار اٹھا کہ میں یقین کرتا ہوں کہ بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

پانچویں مثال حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے اس قصہ کی ہے جس میں انہوں نے اللہ تعالیٰ سے مردوں کو زندہ کرنے کی قدرت کے مشاہدہ کرنے کی درخواست کی تھی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں چار پرندوں کو ذبح کر کے ان کے جسم کے ٹکڑے (آپس میں ملا کر) آس پاس کے پہاڑوں پر منتشر کر دینے اور پھر ان کو آواز دینے کا حکم دیا' چنانچہ تمام ٹکڑے ایک دوسرے سے جڑ کر دوڑتے ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کا تذکرہ قرآن کریم میں ان الفاظ میں فرمایا ہے:

﴿ وَإِذْ قَالَ إِبْرَٰهِـۧمُ رَبِّ أَرِنِى كَيْفَ تُحْىِ ٱلْمَوْتَىٰ ۖ قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِن ۖ قَالَ بَلَىٰ وَلَـٰكِن لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِى ۖ قَالَ فَخُذْ أَرْبَعَةً مِّنَ ٱلطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ إِلَيْكَ ثُمَّ ٱجْعَلْ عَلَىٰ كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ٱدْعُهُنَّ

Www.IslamicBooks.Website

يَأْتِينَكَ سَعْيًا ۚ وَاعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٢٦٠﴾ (البقرۃ۲/ ۲۶۰)

"اور یاد کرو جب ابراہیم علیہ السلام نے کہا اے رب مجھ کو دکھلا دے کہ تو مردے کس طرح زندہ کرے گا؟ (اللہ تعالیٰ) نے فرمایا کیا تجھے اس بات پر یقین نہیں ہے؟ (حضرت ابراہیم نے) کہا کیوں نہیں؟ لیکن اپنے دل کے اطمینان کے لئے (چاہتا ہوں۔) (اللہ تعالیٰ نے) فرمایا کہ چار پرندے پکڑ ان کو اپنی طرف بلاؤ' پھر (ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے) ان کا ایک ایک حصہ پہاڑ پر رکھ دو۔ پھر ان کو بلاؤ تو وہ تمہارے پاس دوڑتے چلے آئیں گے اور یہ جان لے کہ بے شک اللہ زبردست اور حکمت والا ہے۔"

یہ چند ایسی حسی اور امر واقع مثالیں ہیں جو مردوں کے دوبارہ زندہ کئے جانے پر واضح طور پر دلالت کرتی ہیں۔ ان واقعات سے پہلے ہم اللہ تعالیٰ کی جانب سے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کو عطا کردہ نبوت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی (یعنی اللہ تعالیٰ کے حکم سے مردوں کو زندہ کرنا اور انہیں (قبروں سے نکالنا) کی طرف بھی اشارہ کر چکے ہیں۔

Www.IslamicBooks.Website

عقلی دلائل سے "منکرین بعث" کا رد

اوّل: بے شک اللہ تعالیٰ نے آسمانوں و زمین اور جو کچھ ان میں ہے، سب کو پہلی بار (یعنی بغیر کسی وجود اور مثال سابق کے) پیدا کیا ہے۔
ظاہر ہے کہ جو ہستی مخلوق کو پہلی مرتبہ پیدا کرنے پر قادر ہو وہ اس کو دوبارہ زندہ کرنے سے عاجز نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَهُوَ ٱلَّذِى يَبْدَؤُا۟ ٱلْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُۥ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ ﴾

(الروم۳۰/ ۲۷)

"اور وہی اللہ جو مخلوق کو پہلی بار پیدا کرتا ہے، پھر اسے دوبارہ پیدا کرے گا اور یہ اسے بہت آسان ہے۔"

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ كَمَا بَدَأْنَآ أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهُۥ ۚ وَعْدًا عَلَيْنَآ ۚ إِنَّا كُنَّا فَـٰعِلِينَ ﴿١٠٤﴾ ﴾ (الأنبیاء۲۱/ ۱۰٤)

"جس طرح ہم نے (کائنات کو) پہلی بار پیدا کیا تھا اسی طرح دوبارہ پیدا کریں گے۔ یہ ایک وعدہ ہے (جس کا پورا کرنا) ہم پر (لازم ہے) ہم (ایسا)

Www.IslamicBooks.Website

ضرور کرنے والے ہیں۔"

جن لوگوں نے بوسیدہ اور گلی ہوئی ہڈیوں کے دوبارہ زندہ ہونے کا انکار کیا تھا ان کا رد کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿قُلْ يُحْيِيهَا ٱلَّذِىٓ أَنشَأَهَآ أَوَّلَ مَرَّةٍ ۖ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ ﴿٧٩﴾﴾ (یٰسین ٣٦/ ٧٩)

"آپ کہہ دیجئے کہ وہی ان کو (دوبارہ) زندہ کرے گا جس نے ان کو پہلی بار پیدا کیا تھا' اور وہ ہر چیز کا پیدا کرنا خوب جانتا ہے۔"

دوم: زمین بلاشبہ سخت بنجر اور مردار ہوتی ہے جس میں کوئی ہرا بھرا درخت نہیں ہوتا' لیکن اللہ تعالیٰ اس پر بارش برساتا ہے تو اس پر خوش خرم اور شاداں جوڑوں کی شکل میں سبزہ لہلہا اٹھتا ہے۔ تو جو بنجر ہونے کے بعد اس زمین کو زندہ کرنے پر قادر ہے وہ مردوں کو دوبارہ زندگی بخشنے پر بھی قدرت رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمِنْ ءَايَٰتِهِۦٓ أَنَّكَ تَرَى ٱلْأَرْضَ خَٰشِعَةً فَإِذَآ أَنزَلْنَا عَلَيْهَا ٱلْمَآءَ ٱهْتَزَّتْ وَرَبَتْ ۚ إِنَّ ٱلَّذِىٓ أَحْيَاهَا لَمُحْىِ ٱلْمَوْتَىٰٓ ۚ إِنَّهُۥ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ قَدِيرٌ ﴿٣٩﴾﴾ (فصلت ٤١/ ٣٩)

"اور (اے بندے) یہ اس کی قدرت کے نمونے ہیں کہ تو زمین کو دبی ہوئی (یعنی خشک) دیکھتا ہے پھر جب ہم اس پر پانی برساتے ہیں تو وہ تروتازہ

Www.IslamicBooks.Website

ہو جاتی اور پھولنے لگتی ہے تو بے شک جس نے اس مردہ زمین کو زندہ کیا وہی مردوں کو زندہ کرنے والا ہے۔ بے شک وہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

اور ایک جگہ یوں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ وَنَزَّلْنَا مِنَ ٱلسَّمَآءِ مَآءً مُّبَـٰرَكًا فَأَنۢبَتْنَا بِهِۦ جَنَّـٰتٍ وَحَبَّ ٱلْحَصِيدِ ۝٩ وَٱلنَّخْلَ بَاسِقَـٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيدٌ ۝١٠ رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ ۖ وَأَحْيَيْنَا بِهِۦ بَلْدَةً مَّيْتًا ۚ كَذَٰلِكَ ٱلْخُرُوجُ ۝١١﴾ (ق ۵۰/۹۔۱۱)

"اور ہم نے آسمان سے برکت والا پانی برسایا' پھر ہم نے اس سے باغات اور فصل کے غلے اور بلند و بالا کھجور کے درخت پیدا کر دیے جن پر پھلوں سے لدے خوشے تہ بر تہ لگتے ہیں۔ (یہ سب کچھ) بندوں کو رزق دینے کے لئے (کیا ہے) اور ہم نے اس (پانی) سے ایک مردہ بستی کو زندہ کیا' (پس) اسی طرح (قیامت کے روز زمین سے) نکلنا ہو گا۔"

منکرین برزخ کا عقیدہ اور اس کا رد

بد نیت اور منحرف لوگوں ایک گروہ گمراہی کا شکار ہوا' چنانچہ انہوں نے اس زعم میں قبر کے عذاب اور اس کی راحتوں کا انکار کیا۔ یہ ایک خلاف واقع اور ناممکن امر ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر قبر کو کھول کر مردہ کی حالت کو دیکھا جائے تو وہ اسی حالت میں پایا جاتا ہے جس میں وہ دفن کیا گیا تھا نیز قبر میں کشادگی یا تنگی جیسی کوئی تبدیلی دیکھنے میں نہیں آئی۔ ایسا گمان شریعت' حس اور عقل کی رو

Www.IslamicBooks.Website

سے باطل ہے:

شریعت کی رو سے اس کا رد

یوم آخرت پر ایمان کے باب کی شق (ب) "عذاب قبر اور اس کی نعمتیں" میں عذاب قبر اور اس کی نعمتوں پر دلالت کردہ شرعی دلائل و نصوص گزر چکے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کے کسی باغ سے نکلے، تو آپ نے دو انسانوں کی آوازیں سنیں جن کو ان کی قبروں میں عذاب دیا جا رہا تھا۔" پھر پوری حدیث ذکر کی جس میں یہ ہے کہ "ان میں سے ایک پیشاب سے صفائی نہیں رکھتا تھا۔" ایک دوسری روایت میں ہے "اپنے پیشاب سے" اور دوسرا شخص چغل خور تھا۔ [1]

حسی اعتبار سے اس کا رد

سونے والا شخص کبھی اپنے خواب میں دیکھتا ہے کہ وہ بہت وسیع، پر فضاء اور خوش کن مقام پر ہے اور وہاں بہت سی نعمتوں اور راحتوں سے لطف اندوز ہو رہا ہے (تو اپنے اندر فرحت و شادمانی محسوس کرتا ہے۔) یا وہ یہ دیکھتا ہے کہ وہ کہ وحشت ناک اور تنگ و تاریک جگہ پر ہے اور اس سے تکلیف محسوس کر

---

[1] (کتاب الوضوء، باب من الکبائر ان لا یستتر من بوله، ح ۲۱۶، ۲۱۸۔

Www.IslamicBooks.Website

رہا ہے (تو وہ غمگین اور رنجیدہ ہو جاتا ہے۔) کبھی کبھار ایسا بھی ہوتا ہے کہ خواب دیکھنے والا شخص اپنے خواب سے چونک کر بیدار ہو جاتا ہے' حالانکہ وہ اپنے گھر کے کمرہ میں بستر پر ہی لیٹا ہوتا ہے اور (ان مقامات پر نہ پہنچنے کے باوجود بھی راحت اور تکالیف کی کیفیات سے گزرتا ہے) اور نیند تو موت کا چھوٹا بھائی ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس کا نام ''وفاۃ'' رکھا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿ اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنفُسَ حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَامِهَا فَيُمْسِكُ الَّتِي قَضَىٰ عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْأُخْرَىٰ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ﴾ (الزمر ۳۹/ ۴۲)

''اللہ (لوگوں کی) جانوں کو ان کی موت کے وقت قبض کرتا ہے اور جن کو موت نہیں آئی (ان کی روحیں) سوتے میں (قبض کر لیتا ہے) پھر ان جانوں کو جن پر موت کا حکم فرما چکا ہے روک رکھتا ہے اور باقی جانوں کو ایک مقرر وقت تک کے لئے چھوڑ دیتا ہے۔''

عقلی اعتبار سے اس کا رد

سونے والا کبھی اپنے خواب میں واقع کے مطابق سچے خواب بھی دیکھتا ہے اور کبھی اصلی شکل و صورت میں نبی ﷺ کی زیارت بھی کر لیتا ہے' اور جس نے رسول اللہ ﷺ کو آپ کے اوصاف کے مطابق دیکھا بلاشبہ اس نے آپ کو ہی دیکھا' حالانکہ سونے والا اس سے جسے وہ خواب میں دیکھتا ہے اس سے بہت دور واقع اپنے کمرہ کے بستر پر محو خواب ہوتا ہے۔ اگر یہ تمام چیزیں دنیاوی حالات میں

ممکن ہیں تو احوال آخرت میں کیسے ناممکن ہو سکتی ہیں؟

جہاں تک ان کے اپنے اس دعوے پر اعتماد کا تعلق ہے کہ اگر قبر کو کھول کر مردہ کی حالت کو دیکھا جائے تو وہ اسی حالت میں نظر آتا ہے جس میں وہ دفن کیا گیا تھا، نیز قبر میں کس قسم کی کشادگی اور تنگی بھی نظر نہیں آتی، تو اس کا جواب کئی طرح سے دیا جا سکتا ہے:

اوّل: شریعت میں جو کچھ وارد ہے اس کا اس طرح کے باطل اور گمراہ کن شبہات کے ساتھ مقابلہ کرنا ہرگز جائز نہیں ہے۔ اور ان شبہات کے ساتھ شریعت پر اعتراض کرنے والا شخص اگر شریعت میں وارد نصوص و دلائل میں کماحقہ غور و فکر کرے تو اس پر ان شبہات کا بطلان واضح ہو جائے گا۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

وَكَمْ مِنْ عَائِبٍ قَوْلاً صَحِيْحًا
وَآفَتُهُ مِنَ الْفَهْمِ السَّقِيْمِ

"کتنے ہی ایسے لوگ ہیں جو اپنے بیمار فہم و ادراک کی وجہ سے صحیح باتوں میں طعن و تشنیع اور عیب جوئی کرتے ہیں۔"

دوم: عالم برزخ کے احوال کا تعلق غیبی امور سے ہے، حس سے انکا ادراک ممکن نہیں اور اگر حس کے ذریعے انکی حقیقت کا جاننا ممکن ہوتا تو "ایمان بالغیب" کا سرے سے کوئی فائدہ ہی باقی نہیں رہتا بلکہ اس طرح تو غیب پر ایمان لانے والے

اور جو جان بوجھ کر اسکی تصدیق کے منکر ہیں' دونوں ہی برابر ہو جاتے۔

سوم : قبر میں عذاب و راحت یا کشادگی و تنگی کی کیفیات صرف میت ہی محسوس کر سکتی ہے۔ اس کے علاوہ کوئی دوسرا شخص ان کیفیات کا ادراک نہیں کر سکتا۔ اس کی مثال بالکل اس شخص کے خواب کی سی ہے جو نیند کی حالت میں کوئی بے حد تنگ و تاریک اور وحشت ناک مقام' یا نہایت پر فزا' دلفریب اور کشادہ جگہ دیکھتا ہے' (اور خواب کے احوال کے مطابق غمگین یا خوش ہوتا ہے) لیکن اس کے برعکس کے کمرے' اس کے بستر اور چادر میں سونے والا کوئی دوسرا شخص ان تمام تر کیفیات سے قطعی طور پر لاعلم رہتا ہے۔

اس کی ایک اور واضح مثال یہ بھی ہے کہ نبی ﷺ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی نازل ہوتی تھی۔ اور آپ اپنے صحابہ کے درمیان موجود ہوا کرتے تھے لیکن وحی کو صرف آپ ﷺ ہی سن پاتے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو وہ وحی سنائی ہی نہیں دیتی تھی۔ اور کبھی تو فرشتہ انسانی شکل میں حاضر ہو کر آپ سے گفتگو بھی کرتا تھا لیکن صحابہ نہ اس فرشتے کو دیکھ پاتے تھے' اور نہ ہی اس کو سن سکتے تھے۔

چہارم : مخلوق کی قوت ادراک محدود ہے' پس انسان صرف اسی قدر کسی چیز کی حقیقت کو پا سکتا ہے جس قدر کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں قوت ادراک ودیعت فرمائی ہے' اس کے لئے ہر موجود شے کی حقیقت کو پانا ناممکن ہے' مثلاً ساتوں

Www.IslamicBooks.Website

آسمان، زمین اور جو چیزیں ان میں موجود ہیں سب حقیقی طور پر اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کی تعریف بیان کرتی ہیں، اور کبھی کبھار اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہتا ہے ان کی تسبیح و تحمید سنا دیتا ہے، وہ اس کے باوجود ہماری نظروں سے پوشیدہ ہے اور اسی بات کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یوں بیان فرمایا ہے:

﴿ تُسَبِّحُ لَهُ ٱلسَّمَٰوَٰتُ ٱلسَّبْعُ وَٱلْأَرْضُ وَمَن فِيهِنَّ ۚ وَإِن مِّن شَىْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِۦ وَلَٰكِن لَّا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ ۗ ﴾ (الأسراء ١٧/ ٤٤)

"ساتوں آسمان اور زمین اور جو کوئی ان میں ہے اس کی پاکی بیان کرتے ہیں، اور کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی تعریف اور پاکی سب بیان نہ کرتی ہو لیکن تم لوگ ان کی پاکی (تسبیح) سمجھتے نہیں ہو۔"

اسی طرح شیاطین و جن زمین پر ادھر ادھر دندناتے پھرتے ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ جنوں کی ایک جماعت رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں حاضر ہوئی اور خاموشی سے آپ کی قرات سنی اور مبلغ کی حیثیت سے اپنی قوم کی طرف لوٹ گئی اور وہ جماعت ان تمام چیزوں کے باوجود ہم سے پوشیدہ تھی اور اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَٰبَنِىٓ ءَادَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ ٱلشَّيْطَٰنُ كَمَآ أَخْرَجَ أَبَوَيْكُم مِّنَ ٱلْجَنَّةِ يَنزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْءَٰتِهِمَآ ۗ إِنَّهُۥ يَرَىٰكُمْ هُوَ وَقَبِيلُهُۥ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ۗ إِنَّا جَعَلْنَا ٱلشَّيَٰطِينَ أَوْلِيَآءَ لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٢٧﴾ ﴾

(الأعراف ٧/ ٢٧)

Www.IslamicBooks.Website

”اے اولاد آدم! شیطان تم کو کسی فتنہ میں مبتلا نہ کر دے جیسا کہ اس نے تمہارے ماں باپ کو جنت سے نکلوایا ان کے لباس ان (کے جسم) سے اتروا دیئے تاکہ ان کو ان کی شرمگاہیں دکھلائے' بے شک شیطان اور اس کا لشکر تم کو وہاں سے دیکھ لیتا ہے جہاں سے تم ان کو نہیں دیکھتے۔ ہم نے شیطانوں کو ان لوگوں کا دوست بنا دیا جو ایمان نہیں رکھتے۔“

پس جب مخلوق ہر موجود شے کی اصل حقیقت کو نہیں پا سکتی تو اس کے لئے غیب کے ثابت شدہ اور ناقابل ادراک امور کا انکار قطعی طور پر جائز نہیں ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

تقدیر پر ایمان

"قدر" (یعنی تقدیر) سے مراد اللہ تعالیٰ کا اپنے سابقہ علم اور حکمت کے مطابق ساری کائنات کا ان کے وجود سے پہلے اندازہ اور فیصلہ کرنا ہے۔

تقدیر پر ایمان چار امور پر مشتمل ہے

اول: اس بات پر ایمان کہ اللہ تعالیٰ ازل سے ابد تک ہر چیز سے اجمالاً اور تفصیلاً واقف ہے، اور خواہ اس کا تعلق خود اپنے افعال سے ہو، یا اپنے بندوں کے افعال و اعمال سے۔

دوم: اس بات پر ایمان کہ اللہ تعالیٰ نے سب کچھ لوح محفوظ (یعنی نوشتہ تقدیر) میں لکھ رکھا ہے۔

انہی دو امور کے متعلق اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ ٱللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِى ٱلسَّمَآءِ وَٱلْأَرْضِ ۗ إِنَّ ذَٰلِكَ فِى كِتَٰبٍ ۚ إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى ٱللَّهِ يَسِيرٌ ﴿٧٠﴾ ﴾ (الحج ۲۲/ ۷۰)

"کیا تمہیں علم نہیں کہ آسمان و زمین میں جو کچھ ہے بے شک وہ اللہ کے علم میں ہے۔ یقینی بات ہے کہ یہ سب ایک کتاب (لوح محفوظ) میں درج

Www.IslamicBooks.Website

ہے' یقیناً یہ اللہ تعالیٰ پر آسان ہے۔"

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

«كَتَبَ اللهُ مَقَادِيْرَ الْخَلَائِقِ قَبْلَ أَنْ يَّخْلُقَ السَّمٰوٰتِ وَالأَرْضَ بِخَمْسِيْنَ أَلْفَ سَنَةٍ»(صحيح مسلم، كتاب القدر، باب حجاج آدم وموسى صلى الله عليهما وسلم، ح:٢٦٥٣)

"اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کی تقدیریں آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے سے پچاس ہزار سال قبل ہی لکھ دی تھیں۔"

سوم: اس بات پر ایمان کہ تمام کائنات صرف اللہ تعالیٰ کی مشیئت سے ہی وقوع پذیر ہے' خواہ اس کا تعلق خود باری تعالیٰ کے اپنے فعل سے ہو یا مخلوقات کے افعال و اعمال سے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فعل کے متعلق فرماتے ہیں:

﴿ وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَيَخْتَارُ ﴾ (القصص٢٨/ ٦٨)

"اور آپ کا رب جس چیز کو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے' اور جو چاہتا ہے پسند کرتا ہے۔"

اور ایک مقام پر یوں ارشاد ہوا ہے:

﴿ وَيَفْعَلُ ٱللَّهُ مَا يَشَآءُ ﴿٢٧﴾ ﴾ (إبراهيم١٤/ ٢٧)

"اور اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔"

Www.IslamicBooks.Website

اور ایک جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ هُوَ ٱلَّذِى يُصَوِّرُكُمۡ فِى ٱلۡأَرۡحَامِ كَيۡفَ يَشَآءُ ﴾(آل عمران۳/ ٦)

”وہی تو ہے جو تمہاری ماؤں کے پیٹ میں جس طرح چاہتا ہے، تمہاری (شکل و) صورت بناتا ہے۔“

اور مخلوقات کے افعال و اعمال کے متعلق فرماتا ہے:

﴿ وَلَوۡ شَآءَ ٱللَّهُ لَسَلَّطَهُمۡ عَلَيۡكُمۡ فَلَقَٰتَلُوكُمۡ ﴾ (النساء٤/ ٩٠)

”اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ان کو تم پر مسلط کر دیتا، پھر وہ تم سے لڑنے لگتے۔“

اور ایک جگہ یوں ارشاد ہوا:

﴿ وَلَوۡ شَآءَ ٱللَّهُ مَا فَعَلُوهُۖ فَذَرۡهُمۡ وَمَا يَفۡتَرُونَ ﴿١٣٧﴾ ﴾

(الأنعام٦/ ١٣٧)

”اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو یہ ایسا کام نہ کرتے، پس آپ ان کو اور جو کچھ یہ غلط باتیں بنا رہے ہیں یونہی چھوڑ دیجئے۔“

چہارم: اس بات پر ایمان کہ پوری کائنات بشمول اپنی ذات، صفات اور حرکات سب اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ ٱللَّهُ خَٰلِقُ كُلِّ شَىۡءٍۖ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَىۡءٍ وَكِيلٌ ﴿٦٢﴾ ﴾

Www.IslamicBooks.Website

(الزمر٣٩/ ٦٢)

"اللہ ہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہی ہر چیز کا ذمہ دار و نگہبان ہے۔"

اور ایک مقام پر الفاظ یوں ہیں:

﴿ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهُۥ تَقْدِيرًا ۝٢ ﴾ (الفرقان٢٥/ ٢)

"اور اسی (اللہ) نے ہر چیز کو پیدا کیا' پھر سب کا (الگ الگ) اندازہ لگایا۔"

اور اللہ تعالیٰ کے نبی' حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بابت فرمایا کہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا:

﴿ وَٱللَّهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ ۝٩٦ ﴾ (الصافات٣٧/ ٩٦)

"تم کو اور جو چیزیں تم بناتے ہو ان کو اللہ ہی نے پیدا کیا ہے۔"

پیچھے ہم نے "تقدیر پر ایمان" کا جو وصف بیان کیا ہے وہ بندوں کے اختیاری افعال پر ان کو حاصل شدہ قدرت اور مشیئت کے منافی نہیں ہے' کیونکہ شریعت اور امر واقع دونوں ہی اس کے لئے اس کے ثبوت پر دلالت کرتی ہیں۔

شریعت سے ثبوت: مشیئت (یعنی مرضی) کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ فَمَن شَآءَ ٱتَّخَذَ إِلَىٰ رَبِّهِۦ مَـَٔابًا ۝٣٩ ﴾ (النباء٧٨/ ٣٩)

"پس جو شخص چاہے اپنے رب کے پاس ٹھکانا بنا رکھے۔"

Www.IslamicBooks.Website

اور ایک جگہ ارشاد الٰہی ہوتا ہے:

﴿ فَأْتُوا۟ حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ ﴾ (البقرة ٢/ ٢٢٣)

"تو اپنی کھیتی میں جس طرف سے چاہو آؤ۔"

اور مخلوق کی قدرت کے متعلق ارشاد ہوتا ہے:

﴿ فَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ مَا ٱسْتَطَعْتُمْ وَٱسْمَعُوا۟ وَأَطِيعُوا۟ ﴾ (التغابن ٦٤/ ١٦)

"تو جہاں تک تم سے ہو سکے اللہ سے ڈرتے رہو اور سنو اور اطاعت کرو۔"

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ لَا يُكَلِّفُ ٱللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا ٱكْتَسَبَتْ ۗ ﴾ (البقرة ٢/ ٢٨٦)

"اللہ کسی شخص کو اس کی طاقت و اختیار سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا' تو جو نیکی اس نے کمائی ہے' اس کا پھل اسی کے لئے ہے اور جو بدی سمیٹی ہے اس کا وبال بھی اسی پر ہے۔"

امر واقع سے ثبوت: ہر انسان جانتا ہے کہ اسے کچھ نہ کچھ مشیئت اور قدرت ضرور حاصل ہے جن کی وجہ سے وہ کسی کام کے کرنے یا چھوڑنے میں بااختیار ہے اور وہ کسی فعل کے "ارادی" مثلاً چلنا اور "غیر ارادی" مثلاً کانپنا' میں فرق کرتا ہے' لیکن کسی بندہ کی مشیئت اور قدرت' اللہ تعالیٰ کی مشیئت

Www.IslamicBooks.Website

اور قدرت' کے ہی تابع ہوتی ہے' جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ لِمَن شَآءَ مِنكُمۡ أَن يَسۡتَقِيمَ ﴿٢٨﴾ وَمَا تَشَآءُونَ إِلَّآ أَن يَشَآءَ ٱللَّهُ رَبُّ ٱلۡعَٰلَمِينَ ﴿٢٩﴾ ﴾ (التکویر ۸۱/ ۲۸-۲۹)

"(یہ قرآن) اسی کے لئے (مفید ہے) جو تم میں سے سیدھا چلنا چاہے اور تم اللہ رب العالمین کے چاہے بغیر کچھ نہیں چاہ سکتے۔"

چونکہ پوری کائنات اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے لہٰذا اس کے دائرہ ملکیت میں کوئی چیز اس کے علم اور اس کی مشیئت کے بغیر نہیں ہو سکتی۔

"تقدیر پر ایمان" کی جو تعریف ہم نے بیان کی ہے وہ کسی بندہ کے لئے فرائض کو چھوڑنے یا نافرمانی کے ارتکاب کی اجازت کی دلیل نہیں بن سکتی' چنانچہ اس سے دلیل پکڑنا کئی اعتبار سے باطل ہے:

اوّل: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ سَيَقُولُ ٱلَّذِينَ أَشۡرَكُواْ لَوۡ شَآءَ ٱللَّهُ مَآ أَشۡرَكۡنَا وَلَآ ءَابَآؤُنَا وَلَا حَرَّمۡنَا مِن شَيۡءٖۚ كَذَٰلِكَ كَذَّبَ ٱلَّذِينَ مِن قَبۡلِهِمۡ حَتَّىٰ ذَاقُواْ بَأۡسَنَاۗ قُلۡ هَلۡ عِندَكُم مِّنۡ عِلۡمٖ فَتُخۡرِجُوهُ لَنَآۖ إِن تَتَّبِعُونَ إِلَّا ٱلظَّنَّ وَإِنۡ أَنتُمۡ إِلَّا تَخۡرُصُونَ ﴿١٤٨﴾ ﴾ (الأنعام ۶/ ۱۴۸)

"عنقریب مشرکین یہ کہیں گے کہ اگر اللہ چاہتا تو نہ ہم شرک کرتے اور نہ ہمارے باپ داد' اور نہ ہی ہم کوئی چیز حرام کرتے' اسی طرح جو لوگ

Www.IslamicBooks.Website

ان سے پہلے ہو چکے ہیں انہوں نے بھی جھٹلایا۔ حتی کہ انہوں نے ہمارے عذاب کا مزہ چکھا۔ آپ کہہ دیجئے کہ کیا تمہارے پاس کوئی علم ہے تو اس کو ہمارے سامنے ظاہر کرو۔ تم لوگ تو صرف خیالی باتوں پر ہی چلتے ہو اور صرف اٹکل پچو ہی لگاتے ہو۔"

اگر "نوشتۂ تقدیر" ان کے حجت بن سکتا ہوتا تو خواہ مخواہ اللہ تعالیٰ کفار و مشرکین کو مزا نہ چکھاتا۔

دوم: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿ رُّسُلًا مُّبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى ٱللَّهِ حُجَّةُۢ بَعۡدَ ٱلرُّسُلِۚ وَكَانَ ٱللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ﴿١٦٥﴾ ﴾ (النساء٤/ ١٦٥)

"خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے رسول بھیجے تاکہ لوگوں کے پاس ان رسولوں کے (آجانے کے) بعد اللہ تعالیٰ پر کس عذر اور الزام کا کوئی موقع باقی نہ رہے اور اللہ زبردست اور بڑی حکمت والا ہے۔"

اسی طرح اگر مخالفین کے لئے "نوشتۂ تقدیر" دلیل بن سکتی تو رسولوں کو بھیج کر ان کی "حجت" کو باطل نہ ٹھہرایا جاتا کیونکہ پیغمبروں کو بھیجنے کے بعد اگر کوئی مخالفت وقوع پذیر ہوتی ہے تو وہ صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ تقدیر سے ہی واقع ہوتی ہے۔

سوم: امام بخاری اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے

Www.IslamicBooks.Website

روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

«مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلاَّ قَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ أَوْ مِنَ الْجَنَّةِ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ أَلاَ نَتَّكِلُ يَارَسُوْلَ اللهِ؟ قَالَ: لاَ، اِعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ، ثُمَّ قَرَأَ ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطَىٰ وَٱتَّقَىٰ ۝٥﴾» (صحيح بخاري، كتاب القدر، باب وكان امر الله قدرا مقدورا، ح:٦٦٠٥)

"تم میں سے ہر شخص کا ٹھکانا اللہ تعالیٰ نے جنت یا جہنم میں لکھ دیا ہے۔ یہ سن کر جماعت صحابہ میں سے ایک شخص نے سوال کیا' یا رسول اللہ! کیا ہم اس پر ہی بھروسہ نہ کرلیں؟ آپ نے فرمایا: نہیں' عمل کرو کیونکہ ہر ایک کے لئے وہ کام آسان بنا دیا گیا ہے جس کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی 'تو جس نے دیا اور اللہ سے ڈرتا رہا---الایۃ"

یہ صحیح بخاری کے الفاظ ہیں' اور صحیح مسلم کے الفاظ یہ ہیں:

«فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهُ» (صحيح مسلم، كتاب القدر، باب كيفية خلق الادمي، في بطن أمه . . .، ح:٢٦٤٧)

"ہر ایک کے لئے وہ کام آسان بنا دیا گیا ہے جس کے لئے اسے پیدا کیا گیا ہے۔"

پس معلوم ہوا کہ نبی ﷺ نے "عمل" کرنے کا حکم دیا ہے اور عمل کو چھوڑ کر صرف "تقدیر" پر ہی بھروسہ کر لینے سے منع فرمایا ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

چہارم: بے شک اللہ تعالیٰ نے بندے کو اوامر پر عمل پیرا ہونے اور نواہی سے اجتناب کرنے کا حکم دیا ہے لیکن اس کو اس کی طاقت سے بڑھ کر کسی چیز کا "مکلف" نہیں ٹھہرایا ہے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ ﴾ (التغابن ٦٤/ ١٦)

"پس جہاں تک تم سے ہو سکے اللہ سے ڈرتے رہو۔"

اور ایک مقام پر یوں ارشاد فرمایا:

﴿ لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا ﴾ (البقرة ٢/ ٢٨٦)

"اللہ کسی جان کو اس کی طاقت سے بڑھ کر مکلف نہیں کرتا۔"

اگر بندہ کسی فعل کے انجام دہی پر مجبور ہوتا تو وہ ہر اس فعل کو انجام دینے کا بھی مکلف ہوتا کہ جس سے چھٹکارا پانے کی اس میں استطاعت لیکن یہ چیز باطل ہے' لہٰذا اگر کسی سے جہالت نسیان (بھول) اور اکراہ (زبردستی) کے سبب کوئی مصیبت کا کام سرزد ہو جائے تو اس پر کوئی گناہ نہ ہو گا' کیونکہ وہ معذور ہے۔

پنجم: اللہ تعالیٰ نے "نوشتہ تقدیر" کو انتہائی پوشیدہ اور صیغہ راز میں رکھا ہے' چنانچہ جو چیز پہلے سے اندازہ کی جا چکی ہے اس کے رونما کے بعد ہی اس کا علم ہوتا ہے۔ لیکن جب بندہ کوئی کام کرتا ہے تو وہ پہلے سے جانتا ہے کہ وہ کس کام

Www.IslamicBooks.Website

کا ارادہ رکھتا ہے' پس اس کے فعل کا ارادہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے متعلق اس کے علم پر مبنی نہیں ہوتا۔ یہ چیز نافرمانی کے کاموں پر تقدیر سے استدلال کی نفی کرتی ہے' کیونکہ جس چیز کا علم ہی نہ ہو وہ کسی امر کے لئے کیسے دلیل بن سکتی ہے؟

ششم: ہم دیکھتے ہیں کہ انسان دنیاوی معاملات میں ہر پسندیدہ اور نفع بخش شے کا حریص ہوتا ہے' اور جب تک وہ اسے پا نہ لے اس کا متمنی و متلاشی رہتا ہے۔ جبکہ ناپسندیدہ یا غیر نفع بخش چیزوں کی طرف ہرگز نہیں پلٹتا' اور اپنی اس توجہ پر "تقدیر" سے دلیل پکڑتا ہے تو امور دین میں اس کے لئے جو چیزیں نفع بخش ہو سکتی ہیں ان کو چھوڑ کر تکلیف دہ چیزوں کی طرف اس کا پلٹنا اور پھر اس پر "نوشتۂ تقدیر" سے استدلال کرنا کیوں کر درست ہو سکتا ہے؟ کیا ان دونوں (دینی اور دنیاوی) امور کا معاملہ یکساں نہیں ہے؟

اس چیز کی مزید وضاحت کے لئے ہم یہاں دو مثالیں پیش کرتے ہیں:

مثال ①: اگر کسی انسان کے سامنے دو راستے ہوں جس میں سے ایک راستہ کسی ایسے شہر کی طرف نکلتا ہو جہاں بد نظمی' قتل و غارت گری' لوٹ مار' عصمت دری' خوف و ہراس اور بھوک کا راج ہو' اور دوسرا راستہ کسی ایسے شہر کی طرف جا کر ختم ہوتا ہو جہاں ہر طرف نظم و سلیقہ' امن و امان' عیش و آرام' آسودہ حالی' احترام آدمیت اور عزت و آبرو' نیز اموال محفوظ ہوں' تو وہ

Www.IslamicBooks.Website

کون سا راستہ اختیار کرے گا؟

ظاہر ہے کہ وہ دوسرا راستہ ہی اختیار کرے گا جو ایک ایسے منظّم شہر پر جا کر ختم ہوتا ہو جہاں چاروں طرف امن و امان قائم ہو۔ جب کوئی بھی عقل مند شخص "نوشتۂ تقدیر" کو حجت بنا کر کسی ایسے شہر کا راستہ ہرگز اختیار نہیں کر سکتا جہاں بد نظمی، خوف و ہراس اور لوٹ مار ہو، تو جو شخص امور آخرت میں سے خود جنت کا راستہ چھوڑ کر جہنم کا راستہ اختیار کرے تو کس طرح نوشتہ تقدیر کا سہارا لے سکتا ہے؟

مثال ②: ہم دیکھتے ہیں کہ جب ڈاکٹر کسی مریض کو دوا پینے کا حکم دیتا ہے تو وہ اسے ناچاہنے کے باوجود بھی پی لیتا ہے، اسی طرح جب وہ اسے کسی نقصان دہ غذا کے کھانے سے منع کرتا ہے تو وہ اسے چاہنے کے باوجود چھوڑ دیتا ہے۔ ظاہر ہے کہ وہ مریض اپنی سلامتی اور شفا کے لئے ہی ایسا کرتا ہے، چنانچہ "نوشتۂ تقدیر" کو دلیل بنا کر ہرگز ایسا نہیں کرتا کہ اس ناپسندیدہ دوا کو پینے سے باز رہے، یا ان غذاؤں کو استعمال کرتا رہے جو کہ اس کے لئے مضر (اور نقصان دہ) ہیں۔ پس یہ کیسے درست ہو سکتا ہے کہ انسان اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کو چھوڑ کر جن چیزوں سے اللہ اور اس کے رسول نے منع فرمایا ہے، انہیں اپنائے، اور پھر اس پر "نوشتۂ تقدیر" سے دلیلیں لیتا پھرے؟

ہفتم: "نوشتۂ تقدیر" کو دلیل بنا کر واجبات کو چھوڑنے، یا معصیت کا کام کرنے

Www.IslamicBooks.Website

والے شخص پر اگر کوئی دوسرا شخص ظلم و زیادتی کرے' اور اس کا مال و اسباب چھین لے' یا اس کی عزت کو پامال کرے' اور پھر "تقدیر" سے دلیل پکڑتے ہوئے یہ کہے کہ مجھے ملامت مت کرو' کیونکہ میرا ظلم و زیادتی تو محض اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے ہے' تو وہ اس کی اس دلیل کو قطعاً قبول نہیں کرے گا۔ پس جب وہ "تقدیر" کی دلیل کو اپنے اوپر کئے جانے والے کسی دوسرے شخص کے ظلم و زیادتی کے لئے قبول نہیں کرتا' تو پھر وہ اللہ تعالیٰ کے حقوق و فرائض میں اپنی کوتاہی اور زیادتی پر کس طرح اسے دلیل بناتا ہے؟

اس سلسلے میں ایک واقعہ یوں بیان کیا گیا ہے کہ امیرالمومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک چور کا مقدمہ پیش ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر قطع ید (یعنی ہاتھ قلم کرنے) کی سزا کا حکم جاری فرمایا۔ اس نے عرض کی "اے امیرالمومنین! نرمی کیجئے' کیونکہ میں نے یہ چوری صرف اللہ تعالیٰ کی "قضاء و قدر" سے کی تھی۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "ہم بھی تو تیرا ہاتھ صرف اللہ تعالیٰ کی قضاء و قدر سے کاٹ رہے ہیں۔"

تقدیر پر ایمان کے ثمرات

اول: کسی "سبب" کو اختیار کرتے وقت اس سبب کی بجائے صرف اللہ تعالیٰ پر اعتماد کرنا' کیونکہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی "قضاء و قدر" سے ہی ہوتی ہے۔

دوم: کسی مراد کے حصول کے وقت خودپسندی میں مبتلا نہ ہونا' کیونکہ مراد کا

Www.IslamicBooks.Website

حاصل ہونا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نعمت ہے جسے باری تعالیٰ نے خیرو کامیابی کے اسباب کے نتیجہ میں "مقدر" فرمایا ہے' چنانچہ انسان کا خودپسندی میں مبتلا ہونا اسے نعمت کے حاصل ہونے پر اللہ تعالیٰ کا شکرادا کرنے سے غافل کر دیتا ہے۔

سوم: اللہ تعالیٰ کی قضاء و قدر کے مطابق جو کچھ بھی انسان پر گزرے اس پر مطمئن اور خوش رہنا' چنانچہ وہ کسی پسندیدہ چیز کے چھن جانے' یا کسی سختی سے دو چار ہو جانے' یا کسی ناپسندیدہ چیز کے حاصل ہونے پر قلق و اضطراب کا شکار نہیں ہوتا اس لئے کہ وہ جانتا ہے کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی قضاء و قدر ہے جو کہ آسمانوں اور زمین کا مالک اور خالق ہے اور جو کچھ "مقدر" ہو چکا ہے وہ بہرصورت ہو کر رہے گا۔ چنانچہ اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿مَآ أَصَابَ مِن مُّصِيبَةٍ فِى ٱلْأَرْضِ وَلَا فِىٓ أَنفُسِكُمْ إِلَّا فِى كِتَٰبٍ مِّن قَبْلِ أَن نَّبْرَأَهَآ ۚ إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى ٱللَّهِ يَسِيرٌ ﴿٢٢﴾ لِّكَيْلَا تَأْسَوْا۟ عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوا۟ بِمَآ ءَاتَىٰكُمْ ۗ وَٱللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ﴿٢٣﴾﴾ (الحدید۵۷/ ۲۲-۲۳)

"کوئی مصیبت نہ دنیا میں آتی ہے اور نہ خاص تمہاری جانوں میں' مگر پیشتر اس کے کہ تم اس کو پیدا کریں وہ ایک کتاب (لوح محفوظ) میں لکھی ہوئی ہے بے شک یہ کام اللہ تعالیٰ پر آسان ہے۔ تاکہ جو چیز تم سے جاتی رہے

Www.IslamicBooks.Website

تم اس پر غم نہ کیا کرو اور جو چیز تم کو عطا فرمائی ہے اس پر اترایا نہ کرو' اور اللہ تعالیٰ کسی اترانے والے شیخی باز کو پسند نہیں فرماتا۔"

اور نبی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

«عَجَبًا لأَمْرِ الْمُؤْمِنِ إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ خَيْرٌ، وَلَيْسَ ذَلِكَ لأَحَدٍ إِلاَّ لِلْمُؤْمِنِ، إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَّهُ، وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ»(صحيح مسلم، كتاب الزهد، باب المومن امره كله خير، ح:٢٩٩٩)

"مومن کا معاملہ کتنا عجیب ہے؟ یقیناً مومن کے ہر معاملے میں خیر ہی خیر ہے اور یہ سعادت مومن کے سوا اور کسی کو میسر نہیں ہے' چنانچہ اگر اسے کوئی خوشحالی نصیب ہوتی ہے تو اس پر وہ اللہ کا شکر ادا کرتا ہے تو وہ خوشحالی اس کے لئے باعث برکت و بھلائی بن جاتی ہے۔ اور اگر وہ کسی بدحالی اور تنگ دستی میں گرفتار ہوتا ہے تو اس پر صبر کرتا ہے تو وہ بدحالی اس کے لئے باعث خیروبرکت بن جاتی ہے۔"

تقدیر کے بارے میں دو گروہ گمراہی کا شکار ہوئے ہیں:

(۱) جبریہ جو اس بات کے قائل ہیں کہ بندہ اپنے ہر عمل پر مجبور محض ہے' اس میں اس کے اپنے ارادہ اور قدرت کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔

(۲) قدریہ جو اس بات کے قائل ہیں کہ بندہ اپنے ارادہ اور قدرت کے ساتھ عمل میں خود مختار ہے اور اس کے عمل میں اللہ تعالیٰ کی

Www.IslamicBooks.Website

مشیئت (مرضی) اور قدرت بے اثر ہے۔

جبریہ کا نظریہ شریعت اور امر واقع دونوں کے ہاں مسترد ہے

اللہ تعالیٰ نے بندے کے لئے ارادے اور مشیئت کا اثبات کیا ہے' نیز عمل کی نسبت بھی اسی کی طرف کی ہے' چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ مِنكُم مَّن يُرِيدُ ٱلدُّنْيَا وَمِنكُم مَّن يُرِيدُ ٱلْـَٔاخِرَةَ ﴾ (آل عمران ۳/ ۱۵۲)

"تم میں سے بعض تو وہ تھے جو دنیا چاہتے تھے' اور بعض وہ تھے جو آخرت چاہتے تھے۔"

اور ایک مقام پر یوں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ وَقُلِ ٱلْحَقُّ مِن رَّبِّكُمْ ۖ فَمَن شَآءَ فَلْيُؤْمِن وَمَن شَآءَ فَلْيَكْفُرْ ۚ إِنَّآ أَعْتَدْنَا لِلظَّـٰلِمِينَ نَارًا أَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ۚ ﴾ (الکہف ۱۸/ ۲۹)

"اور (اے نبی) آپ کہہ دیجئے کہ حق بات تمہارے رب کی طرف سے ہے' تو جس کا جی چاہے ایمان لے آئے' اور جس کا جی چاہے کفر کرے۔ بے شک ہم نے ظالموں کے لئے آگ تیار کر رکھی ہے جس کی قناتیں ان کو گھیر رہی ہوں گی۔"

اور ایک جگہ ارشاد باری تعالیٰ یوں ہے:

﴿ مَّنْ عَمِلَ صَـٰلِحًا فَلِنَفْسِهِۦ ۖ وَمَنْ أَسَآءَ فَعَلَيْهَا ۗ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّـٰمٍ

Www.IslamicBooks.Website

لِّلْعَبِيدِ ﴿٤٦﴾ (فصلت ٤١/ ٤٦)

"جس شخص نے کوئی بھلائی کی' تو اس نے اپنے واسطے کی' اور جس نے برائی کی تو اس کا وبال بھی اسی پر ہے' اور آپ کا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے۔"

"جبریہ" کی تردید امر واقع کی روشنی میں

ہر انسان اپنے "اختیاری افعال" جن کو وہ اپنے ارادہ سے کرتا ہے' مثلاً کھانا پینا اور خرید و فروخت کرنا وغیرہ' اور "غیر اختیاری افعال" جو اس پر بغیر ارادے کے واقع ہو جاتے ہیں' مثلاً بخار کی شدت سے اس کے جسم کا کانپنا' اور بلندی سے پستی کی طرف گرنا وغیرہ' کے درمیان فرق سے خوب اچھی طرح واقف ہے۔

یاد رہے کہ پہلی قسم کے افعال کی بجا آوری میں فاعل (یعنی کرنے والا) اپنے ارادے میں خود مختار ہوتا ہے اور اس پر کسی قسم کا کوئی جبر نہیں ہوتا' لیکن دوسری قسم کے افعال میں کسی کام کے وقوع پذیر ہوتے وقت بندہ نہ مختار ہوتا ہے اور نہ ہی اس میں اس کے ارادہ کا کوئی دخل ہوتا ہے۔

قدریہ کا نظریہ شریعت اور عقل دونوں کے ہاں مردود ہے

بے شک اللہ تعالیٰ ہر شے کا خالق (پیدا کرنے والا) ہے اور ہر شے اسی کی مشیئت سے وقوع پذیر اور قائم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بیان فرمایا

Www.IslamicBooks.Website

ہے کہ بندوں کے افعال صرف اسی کی مشیئت سے واقع ہوتے ہیں، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

﴿ وَلَوْ شَآءَ ٱللَّهُ مَا ٱقْتَتَلَ ٱلَّذِينَ مِنۢ بَعْدِهِم مِّنۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ ٱلْبَيِّنَٰتُ وَلَٰكِنِ ٱخْتَلَفُوا۟ فَمِنْهُم مَّنْ ءَامَنَ وَمِنْهُم مَّن كَفَرَ ۚ وَلَوْ شَآءَ ٱللَّهُ مَا ٱقْتَتَلُوا۟ وَلَٰكِنَّ ٱللَّهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ ﴿٢٥٣﴾ ﴾

(البقرة۲/ ۲۵۳)

"اگر اللہ چاہتا تو جو لوگ ان (رسولوں) کے بعد ہوئے ہیں اپنے پاس کھلی نشانیاں آنے کے بعد باہم قتال نہ کرتے، لیکن ان میں اختلاف پڑ گیا، تو ان میں سے بعض تو ایمان لے آئے، اور بعض کافر ہی رہے، اور اگر اللہ چاہتا تو وہ باہم لڑائی نہ کرتے، لیکن اللہ جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے۔"

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَلَوْ شِئْنَا لَءَاتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدَىٰهَا وَلَٰكِنْ حَقَّ ٱلْقَوْلُ مِنِّى لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ ٱلْجِنَّةِ وَٱلنَّاسِ أَجْمَعِينَ ﴿١٣﴾ ﴾

(السجدہ۳۲/ ۱۳)

"اور اگر ہم چاہتے تو ہر شخص کو ہدایت دے دیتے لیکن میری طرف سے یہ بات بالکل حق ہو چکی ہے کہ میں جہنم کو جنوں اور انسانوں سے دونوں سے ضرور بھر دوں گا۔"

Www.IslamicBooks.Website

”قدریہ“ کی تردید عقل کی روشنی میں

بے شک ساری کائنات اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے' چونکہ انسان بھی اسی کائنات کا ایک حصہ ہے' لہٰذا وہ بھی اللہ تعالیٰ کا غلام اور اس کی ملکیت قرار پایا' چنانچہ نتیجہ یہ نکلا ہے کسی ”مملوک“ کے لئے مالک کے دائرہ ملکیت میں اس کی مرضی اور اجازت کے بغیر کسی قسم کا تصرف کرنا ناممکن ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

اسلامی عقیدہ کے اہداف و مقاصد

ہدف لغت کے اعتبار سے "ہدف" کا اطلاق مختلف معانی پر ہوتا ہے جن میں دو حسب ذیل ہیں: (۱) وہ چیز جو سطح زمین سے بلند ہو اور نشانہ بازی کے لئے نصب کی جائے (۲) وہ شے جو کہ مطلوب و مقصود ہو۔

اسلامی عقیدہ کے اہداف اسلامی عقیدے کے ساتھ مضبوط تعلق رکھنے کے مقاصد' اور اس کے نتیجے میں حاصل ہونے والی عالی شان غرض و غایات کثیر تعداد میں ہونے کے ساتھ ساتھ بے شمار اقسام پر مشتمل ہیں جن میں سے چند حسب ذیل ہیں:

اول: نیت و عبادت کو اللہ تعالیٰ کے لئے خاص کرنا' کیونکہ وہی خالق ہے' اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے' پس ضروری ہے کہ صرف اسی سے لو لگائی جائے' اور صرف اسی کی عبادت کی جائے۔

دوم: اسلامی عقیدے سے خالی دل میں پیدا ہونے والی ہر قسم کی بے راہ روی سے عقل و فکر کی آزادی' کیونکہ جس کا دل اس سے خالی ہو وہ یا تو ہر عقیدہ سے محروم' اور صرف حسی چیزوں کی ہی پرستش کرنے والا ہوتا ہے' یا پھر عقائد

Www.IslamicBooks.Website

کی گمراہیوں اور خرافات کی آسیب زدگی کا شکار ہو جاتا ہے۔

سوم: نفسی اور فکری سکون، پس اسلامی عقیدے کا حامل کسی نفسی اور فکری بے چینی کا شکار نہیں ہوتا، کیونکہ یہ عقیدہ اور اس کے خالق حقیقی کے درمیان ایک مضبوط تعلق اور رابطہ ہے، چنانچہ وہ اپنے خالق کے رب، مدبر، حاکم اور مشرع ہونے پر راضی ہو جاتا ہے، لہٰذا اس کا دل اپنے رب کی قضاء و قدر (یعنی فیصلے اور تقدیر) سے مطمئن ہو جاتا ہے، اور اسے اسلام کی حقانیت کے بارے میں انشراح صدر حاصل ہو جاتا ہے، تو وہ اسلام کا بدل تلاش نہیں کرتا۔

چہارم: اللہ تعالیٰ کی عبادت یا مخلوق کے معاملہ میں قصد و عمل کا انحراف سے سلامت اور محفوظ ہونا کیونکہ رسولوں پر ایمان لانا اسلامی عقیدے کی ایک ایسی اساس ہے جو قصد و عمل میں انحراف سے محفوظ انبیاء و رسل کے طریقے کو شامل ہے۔

پنجم: جملہ امور میں پختگی، سنجیدگی اور خوش بختی، کیونکہ مومن ثواب حاصل کرنے کے لئے عمل صالح کا کوئی بھی موقع ضائع نہیں کرتا۔ اسی طرح عذاب کے خوف سے وہ اپنے آپ کو گناہ کے مواقع سے بھی دور رکھتا ہے، کیونکہ اس عقیدہ کی اساس میں سے ایک بنیاد انسان کے دوبارہ زندہ کئے جانے، اور ہر اچھے برے اعمال کی جزا پانے پر ایمان لانے سے بھی متعلق ہے۔ قرآن کریم میں ہے:

﴿ وَلِكُلٍّ دَرَجَٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوا۟ ۚ وَمَا رَبُّكَ بِغَٰفِلٍ عَمَّا

Www.IslamicBooks.Website

يَعْمَلُونَ ﴿١٣٢﴾ (الأنعام٦/ ١٣٢)

"ہر ایک کے لئے ان کے اعمال کے لحاظ سے درجات ہیں اور آپ کا رب ان کے اعمال سے بے خبر نہیں ہے۔"

لوگوں کو اس مقصد کے حصول کے لئے نبی ﷺ نے کس قدر ابھارا ہے۔ ملاحظہ ہو:

«اَلْمُؤْمِنُ الْقَوِيُّ خَيْرٌ وَأَحَبُّ إِلَى اللهِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِيْفِ، وَفِيْ كُلٍّ خَيْرٌ، اِحْرِصْ عَلَى مَا يَنْفَعُكَ وَاسْتَعِنْ بِاللهِ وَلَا تَعْجَزْ، وَإِنْ أَصَابَكَ شَيْئٌ فَلَا تَقُلْ: لَوْ أَنِّيْ فَعَلْتُ كَانَ كَذَا وَكَذَا، وَلَكِنْ قُلْ: قَدَّرَ اللهُ وَمَا شَاءَ فَعَلَ، فَإِنَّ لَوْ تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّيْطَانِ»(صحيح مسلم، كتاب الايمان بالقدر والاذعان له، ح: ٢٦٦٤)

"قوی اور صاحب ہمت مومن اور اللہ تعالیٰ کے ہاں کمزور مومن سے زیادہ بہتر اور پیارا ہے' اور ہر مومن میں بہتری اور بھلائی ہے' پھر فرمایا' اس چیز پر حرص کر جو تجھ کو نفع دے' اور (اس کے لئے) اللہ تعالیٰ سے مدد مانگ' اور عاجز نہ بن۔ اور اگر تجھ کو کوئی چیز حاصل ہو تو یوں مت کہہ کہ اگر میں نے فلاں کام یوں کیا ہوتا تو اس سے مجھ کو فلاں فلاں فائدہ حاصل ہوتا بلکہ یوں کہہ کہ اللہ تعالیٰ نے (یوں ہی) مقدر کیا تھا' اور جو چاہا کر دکھایا' کیونکہ "لو" یعنی "اگر" کا لفظ شیطان کے کام (کا دروازہ) کھولتا

Www.IslamicBooks.Website

ہے۔"

ششم : دین اسلام اور اس کے ستونوں کو پختہ اور ٹھوس بنانے کے لئے ایک ایسی مضبوط امت کی تشکیل کرنا جو اس کی خاطر ہر قسم کے ہلکے اور گراں قدر و قیمت ورثے کو قربان کر دے' اور اس کی راہ میں جو مصیبتیں بھی آئیں ان کی قطعاً پروا نہ کرے۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ إِنَّمَا ٱلْمُؤْمِنُونَ ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ بِٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا۟ وَجَـٰهَدُوا۟ بِأَمْوَٰلِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ ۚ أُو۟لَـٰٓئِكَ هُمُ ٱلصَّـٰدِقُونَ ﴿١٥﴾ ﴾ (الحجرات ٤٩/ ١٥)

"حقیقت میں مومن تو وہ ہیں جو اللہ' اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر انہوں نے کوئی شک نہیں کیا' اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے لڑے' یہی لوگ (ایمان کے) سچے ہیں۔"

ہفتم : انفرادی اور اجتماعی اصلاح کے ذریعے دنیا و آخرت کی سعادت' اجر و ثواب اور (اللہ تعالیٰ) کے انعام و اکرام حاصل کرنا۔ چنانچہ ارشاد الٰہی ہے:

﴿ مَنْ عَمِلَ صَـٰلِحًا مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُۥ حَيَوٰةً طَيِّبَةً ۖ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ ﴿٩٧﴾ ﴾ (النحل ١٦/ ٩٧)

"جو شخص کوئی نیک کام کرے' خواہ مرد ہو یا عورت ہو اور وہ مومن (بھی)

Www.IslamicBooks.Website

ہو تو ہم اس کو (دنیا میں) پاک اور (آرام کی) زندگی بخشیں گے' اور (آخرت میں) ان کے اعمال کا نہایت اچھا صلہ دیں گے۔"

یہ عقیدہ اسلامیہ کے چند اہداف و مقاصد ہیں' اور ہم اللہ تعالیٰ کے حضور دعاگو ہیں کہ وہ انہیں ہمارے اور تمام مسلمانوں کے لئے آسان بنائے' اور پایہ تکمیل تک پہنچائے آمین۔

وصلی اللہ وسلم علی نبینا محمد والہ و صحبہ اجمعین

Www.IslamicBooks.Website

شرح
اصولِ ایمان

عقیدہ کو دین میں وہی اہمیت حاصل ہے جو بنیاد کو عمارت میں اور بیج کو درخت میں ہے۔ اگر کسی عمارت کی بنیاد ہی ٹیڑھی ہو یا کسی درخت یا پودے کا بیج ہی صحت مند نہ ہو تو عمارت عالی شان ہو سکتی ہے اور نہ درخت توانا وتندرست ہو سکتا ہے۔ دین اسلام میں توحید' رسالت' آخرت' تقدیر' ارکان اسلام' کتب اور فرشتوں پر ایمان کو بھی یہی حیثیت حاصل ہے۔

اس کتاب میں انہی موضوعات کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ قاری کے دل ودماغ تک پہنچنے کے لیے عقلی اور نقلی' ہر دو قسموں کے دلائل بڑے ہی دل نشین انداز میں دیے گئے ہیں۔

یہ کتاب حیرت انگیز طور پر اجمال وتفصیل کی خوبیاں لیے ہوئے ہے' یہی وجہ ہے کہ یہ عالم وعامی' مبتدی اور مجتہد' دونوں کے لیے مفید ہے۔ عام آدمی کے لیے یہ ایمان کی پختگی اور دین کو صحیح نہج پر سمجھنے کا باعث ہے اور عالم کو اس میں وہ اشارات ملیں گے جس کی بنیاد پر وہ اپنے مخاطبین کے دلوں تک رسائی کی راہ پا سکتا ہے۔

Www.IslamicBooks.Website

دارالسلام
پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز
الریاض ہیوسٹن لاہور